ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز
Rs.2/-

بمبئی و اطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اھل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۷ ☆ شمارہ ۴۴ ☆ ۲۴/اپریل تا ۳۰/اپریل ۲۰۲۳ء بمطابق ۳/شوال المکرم تا ۹/شوال المکرم ۱۴۴۴ھ

ہم جنسیت کو بڑھاوا دینے سے خاندانی ڈھانچہ تباہ ہو جائیگا: الحاج محمد سعید نوری

ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت دینا ہندوستانی تہذیب و معاشرت پر شدید حملہ ہوگا: حضرت سید معین میاں صاحب قبلہ

ممبئی: ہم جنسیت کے حامی جس طرح سے جوش و خروش کے ساتھ ملک کی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے میں مصروف ہیں وہ وطن عزیز میں بسنے والے تمام مذاہب کے لوگوں کیلئے باعث شرمندگی ہے

ملک کی سب سے بڑی عدالت نے تو پہلے ہی ہم جنسیت کو قابل سزا قرار دیا تھا اب ۳۷۷/ پر جلد ہی سنوائی ہونے والی ہے جس پر مختلف مذاہب کی طرف سے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ہم جنس پرستی کو کسی بھی حال میں اجازت نہ دی جائے کیونکہ یہ ایک طرح سے نہ صرف مسلمان بلکہ تمام مذاہب کے پرسنل لا پر حملہ ہے اسلام نے تو اپنے آغاز سے ہی اس طرح کی تمام افعال قبیحہ کو حرام قرار دیا ہے مزید ملکی نظام کے تحت بھی اس طرح کی اجازت اگر جمہوری ملک میں دی گئی تو خاندانی نظام تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا خوشی کی بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے بھی اس معاملے پر قانون بنانے کے لئے مرکز کو کہا ہے

اس سلسلے میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے صدر و صاحب سجادہ درگاہ مخدوم پاک کچھوچھہ شریف حضرت علامہ سید معین الدین اشرف معین میاں صاحب نے کہا ہے کہ افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی ایسے افراد ہیں جو غیر فطری جنسی عمل کے خواہاں ہے جسے سماج میں جگہ نہیں دی جاسکتی

حضرت معین میاں صاحب نے مزید کہا کہ مذہب اسلام ہی وہ مہذب اور پاکیزہ مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق رہنمائی فراہم کی ہے وہ اپنے ماننے والوں کو زندگی کے کسی بھی موڑ پر بے لگام نہیں چھوڑ تا کہ جیسے چاہیں اپنی زندگی گزاریں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے قانون کے تحت نہ چلنے والے پر سرِ ذلت و رسوائی کا اعلان ہوتا ہے

اس لئے جو ضوابط و اصول قائم ہیں اسی پر عمل کرنے سے زندگی خوشگوار گزرتی ہے لہذا ہم جنسیت کو بڑھاوا دینا یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے مزید کئ طرح کی بیماریوں کو دعوت دینا ہے

رضا اکیڈمی کے بانی و سربراہ الحاج محمد سعید نوری صاحب نے چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کے نام ایک مکتوب روانہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم جنسیت کیلئے جمہوری ملک میں کوئی جگہ نہیں ملنی چاہیے اگر ہم جنسوں کی شادی کو قانونی حیثیت مل گئی تو جہاں خاندانی نظام تباہ و برباد ہوگا وہیں صدیوں سے رائج ملک کی تہذیب و معاشرت کا خاتمہ بھی ہوگا ہر گھر میں قتل و غارتگری کا ماحول بنے گا اس لئے اس طرح کے کاموں کی اجازت کسی بھی صورت میں نہ دی جائے

آپ نے مزید کہا کہ انسانی نسل کی افزائش اور انسانوں کی باہمی تعلقات کا انحصار مرد اور عورت کے باہمی تعلق پر ہے جس معاشرے میں یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا وہ معاشرہ انتہائی پر امن اور خیر و برکت کا حامل ہوگا اور جس مذہب میں یہ ضابطہ نہیں ہوگا اس معاشرے میں لوگ جنگلی جانوروں کی طرح ہونگے جہاں جانور بغیر کسی قاعدہ کے اختلاط کے عمل سے گزرتے ہیں

نوری صاحب نے مزید کہا کہ جنسی آزادی کے لیے لوگ کیسے نظریات و اخلاقیات کا جنازہ نکال سکتے ہیں جبکہ بھارت میں مختلف مذاہب اور پرسنل لاز ہیں تو کیا چند مذہب دشمن سخت گیر ملحدین کی وجہ سے یہاں کے قدیم کلچر کو ختم کیا جاسکتا ہے ہرگز ہرگز سپریم کورٹ ایسے غیر فطری جنسی تعلقات پر سنوائی نہ کرے جس سے اخلاقی اور تہذیبی حیثیت ختم ہو مختلف بیماریاں گھروں میں داخل ہوں امید ہیکہ عدالت عظمیٰ اس طرح کے معاملات پر یہاں کی تہذیب و ثقافت کو برقرار رکھے گی بلکہ میری اپیل ہے کہ مرکزی حکومت اس طرح کے کاموں پر کوئی قانون بھی ہاؤس میں نہ لائے

عید کے سنن و مستحبات

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص عیدین کی راتوں کو قیام کرے گا، اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔ عیدین کے دن یہ امور مستحب ہے:

صبح کی نماز جماعت کے ساتھ محلہ کی مسجد میں ادا کرنا، صدقہ دینا، حجامت بنوانا، ناخون تراشوانا، غسل کرنا، مسکواک کرنا، حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا طاق ہوں تو بہتر ہے۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی دوسری میٹھی چیز کھالیں۔ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ خوشی ظاہر کرنا آپس میں مبارک باد دینا۔

نماز عید کی ترکیب

نماز عید کی ترکیب میں دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع زائد چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے قبلہ رو کر اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کرتا ہوں۔ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور پورا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر امام کے ساتھ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھالیں اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دیں اسی طرح تین تکبیریں کہیں مگر تیسری تکبیر میں ہاتھ نہ چھوڑیں بلکہ باندھ لیں جب امام تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھ کر قرأت کرے مقتدی چپکے سنیں۔ دوسری رکعت میں جب امام قرأت سے فارغ ہو تو رکوع میں جانے سے پہلے امام کے ساتھ پھر تین تکبیریں ہاتھ اٹھا کر کہیں پھر چوتھی تکبیر کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھائے امام کے ساتھ رکوع میں جائیں، باقی نماز حسب دستور ادا کریں۔

اگر عیدگاہ ایسے وقت پہنچیں کہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو نیت کر کے شامل ہوجائیں اور بغیر ثنا پڑھے تین تکبریں کہہ لیں اور اگر امام کو رکوع میں پائیں تو شریک ہو کر رکوع میں تکبیریں کہہ لیں مگر ہاتھ نہ اٹھائیں اور اگر امام کو دوسری رکعت میں یا قعدہ میں پائیں تو شریک ہوجائیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز بطریق مذکور پوری کرلیں۔ (علامگیری وغیرہ)

عالمی یوم درود پاک منانے کا سلسلہ جاری

ممبئی: ۱۶/اپریل سنی بلال مسجد چھوٹا سونا پور ممبئی میں افطار کے وقت روزہ دار عاشقان رسول ﷺ نے درود شریف کی محفل منعقد کی جس میں کچھ عاشقان رسول ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں ورلڈ درود ڈے کا پلے کارڈ لئے ہوئے تھے جس سے یہ واضح پیغام مل رہا تھا کہ آنے والے ۲۰/اپریل کو عالمی یوم درود پاک دھوم دھام سے منایا جائے گا جیسا کہ ہر سال رضا اکیڈمی اس کا اہتمام کرتے آرہی ہے اس کے سربراہ اسیر مفتئ اعظم الحاج محمد سعید نوری اس تاریخ کو ورلڈ درود ڈے پوری دنیا کے مسلمانوں سے منانے کی اپیل کرتے ہیں اس سال بھی انہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بیس اپریل کو عالمی سطح پر درود پاک کی محفلیں سجائیں چنانچہ عیسوی کیلنڈر کے مطابق بیس اپریل ہمارے آقا ﷺ کے یوم ولادت باسعادت کی تاریخ ہے اسی لئے سنی مسلمانوں کی طرف سے اس تاریخ کو ورلڈ درود ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے سنی بلال مسجد میں روزہ افطار کرنے والوں سے جب عالمی یوم درود پاک کے بارے میں پوچھا گیا تو ان لوگوں نے برجستہ کہا اس عمل کی شروعات محافظ ناموس رسالت اسیر مفتئ اعظم الحاج محمد سعید نوری نے کیا ہے ہم اس عمل کی بھرپور حمایت و تائید کرتے ہیں اور اس کار خیر میں ہم سبھی مسلمانوں پر لازم ہے کہ سب ایک ساتھ مل کر اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں

صدقۂ فطر

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقۂ فطر نہ دیا جائے۔ صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنی اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے واجب ہے اگر چھوٹی اولاد مالک نصاب ہو تو اس کے صاحب نصاب مسلمان پر اپنی اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے واجب ہے۔ ہاں اگر چھوٹی اولاد مالک نصاب ہو تو اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ مالک نصاب وہ شخص ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو کہ دونوں سے مل کر کوئی ایک نصاب پورا ہوا جائے صدقۂ فطر فی کس دو کیلو ۴۵ گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے بلکہ قیمت کا دینا افضل ہے۔ صدقۂ فطر عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ اگر پہلے نہ دے سکے تو بعد میں دیدے۔ صدقۂ فطر ان ہی لوگوں کو دیا جائے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز بمبئی

اداریہ

لیلۃ القدر کیا ہے؟

سعدی فرماتے ہیں: اگر ہمہ شبہا شب قدر بودے شب قدر بے قدر بودے۔ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے ایک راتلیلۃ القدر ہے، یہ رات بہت ہی مبارک اور خیر و برکت والی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے: سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سورۃ القدر:۵) سلامتی ہے وہ رات فجر کے نکلنے تک۔اس مبارک شب کی فضیلت میں اللہ جل شانہ نے پوری ایکسورت نازل فرمائی، کیوں کہ یہی وہ مبارک شب ہے جس میں کلام مجید نازل ہوا۔احادیث کریمہ میں بھی اس شب کیفضیلتیں وارد ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: شب قدر کو جبرئیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں، اور اس شخص کے لیے دعاے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے کسی بھی حال میں اللہ تعالی کو یاد کر رہا ہو۔شب قدر کی دُعا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر مجھے شبِ قدر کا پتا چل جائے، تو کیا دُعا مانگوں؟“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑھو ”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ“ یعنی ”اے اللہ! بے شک تُو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس مجھے بھی معاف فرما دے۔“ (مسند احمد، ابنِ ماجہ، ترمذی)۔اللہ جل شانہ ہمیں رمضان المبارک کی برکتوں، سعادتوں اور حسنات کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

یہ دعائیں ضرور مانگیں

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہے اور میں وہ نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی رکھ، میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (رَبِّ اَوْزِعْنِیْ) سورہ احقاف:۱۵

اے اللہ! قرآن پاک کو میرے لئے دنیا میں ہم نشین بنا، آخرت میں شافع بنا، قبر میں غم خوار، حشر کے دن مونس، پل صراط پر نور، جنت میں رفیق، آگ سے پردہ بنا۔

اے رب ذوالجلال! ہماری خطائیں بخش دے، توبہ قبول فرما، علم نافع عطا فرما، صحت کاملہ عطا فرما۔صالح اولاد عطا فرما، رزق حلال عطا فرما، مقام عبدیت، عشق مصطفیٰ عطا فرما۔یا رحیم ہم پر رحم فرما، ہمیں کفر و شرک سے، شیطان اور حاسدوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ۔ہمیں اپنے ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔

یا ارحم الرحمین! ہمیں وہ عقل دے جو تسلیم و رضا میں جائے۔ہمیں وہ نسبتیں عطا فرما جو تجھے منظور ہوں۔تیرے محبوب کی محبت ہمارے دلوں میں بسا دے، رگوں میں سرایت فرما دے۔ہمیں مانگنے کا سلیقہ نہیں مگر پھر بھی تجھ سے ہاتھ اٹھا کر اس یقین سے دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم گنہگاروں کی بھی دعا قبول فرمائے گا۔آمین بجاہ السید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شب قدر کو پوشیدہ رکھے جانے کی وجوہات

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں، اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے شبِ قدر کو چند وجوہ کی بناء پر پوشیدہ رکھا ہے۔

(۱)......جس طرح دیگر اَشیاء کو پوشیدہ رکھا، مثلاً اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنی رضا کو اطاعتوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ بندے ہر اطاعت میں رغبت حاصل کریں۔اپنے غضب کو گناہوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ ہر گناہ سے بچتے رہیں۔اپنے ولی کو لوگوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ سب کی تعظیم کریں۔دعاء کی قبولیت کو دعاؤں میں پوشیدہ رکھا تاکہ وہ سب دعاؤں میں مبالغہ کریں۔اسمِ اعظم کو اَسماء میں پوشیدہ رکھا تاکہ وہ سب اَسماء کی تعظیم کریں۔اور نمازِ وُسطیٰ کو نمازوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ تمام نمازوں کی پابندی کریں۔توبہ کی قبولیت کو پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ توبہ کی تمام اَقسام پر ہمیشگی اختیار کرے اور موت کا وقت پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ خوف کھاتا رہے، اسی طرح شبِ قدر کو بھی پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

(۲)......گویا کہ اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ”اگر میں شبِ قدر کو مُعَیَّن کر دیتا اور یہ کہ میں گناہ پر تیری جرأت کو بھی جانتا ہوں تو اگر کبھی شہوت تجھے اس رات میں گناہ کے کنارے لا چھوڑتی اور تو گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو تیرا اس رات کو جاننے کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی کے ساتھ گناہ کرنے سے زیادہ سخت ہوتا۔پس اِس وجہ سے میں نے اسے پوشیدہ رکھا۔

(۳)......گویا کہ ارشاد فرمایا میں نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ شرعی احکام کا پابند بندہ اس رات کی طلب میں محنت کرے اور اس محنت کا ثواب کمائے۔

(۴)......جب بندے کو شبِ قدر کا یقین حاصل نہ ہوگا تو وہ رمضان کی ہر رات میں اس امید پر اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کی اطاعت میں کوشش کرے گا کہ ہوسکتا ہے کہ یہی رات شبِ قدر ہو۔(تفسیر کبیر، القدر، تحت الآیۃ:۱، ۱۱/ ۲۲۹-۲۳۰) شبِ قدر سال میں ایک مرتبہ آتی ہے: یاد رہے کہ سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور کثیر روایات سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شبِ قدر ہوتی ہے اور یہی حضرتِ امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے۔(مدارک، القدر، تحت الآیۃ:۱، ص ۱۳۶۴)

مشرکین ہند کی یورش ویلغار! مسلمانوں کی معاشی حالتِ زار اور عیدالفطر کی بہار

از: غلام مصطفیٰ رضوی

ملک ناگفتہ بہ حالات سے گزر رہا ہے۔ ہر روز نئی افتاد، نیا حملہ، نیا شوشہ، نیا ظلم۔ستم کی ایک آندھی تھمتی نہیں کہ دوسری چلنے لگتی ہے۔ کبھی مساجد پر یورش، کبھی مدارس پر یلغار۔ کبھی خانقاہیں نشانہ پر تو کبھی درگاہیں۔غرض کوئی پہلو ایسا نہیں کہ فرقہ پرست مشرکین؛ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا جانے دیں!

کیفیت یہ ہے کہ:

[۱] ماب لنچنگ کے ذریعے مسلمانوں کو مسلسل شہید کیا جا رہا ہے۔ ہجومی تشدد مشرکین کی عادت کا حصہ بن چکا ہے۔

[۲] مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر حملہ ہے۔قانونی حقوق عملاً چھینے جا رہے ہیں۔

[۳] مسلمانوں کا معاشی بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔غریب ٹھیلے والوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔بے دست و پا کیا جا رہا ہے۔

[٤] مسلم بچیوں کو زد پر لیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ مشرکین کے سادھو سنت کھلا بیان دے رہے ہیں اور مسلم بچیوں کی عصمتوں سے کھلواڑ کا اعلان کر رہے ہیں!

[۵] دھرم سنسد میں مسلمانوں کے قتل کی بات کی جاتی ہے۔تشدد بھڑکایا جاتا ہے۔ متشدد چہرے قانونی کارروائی سے مستثنیٰ سمجھے جاتے ہیں۔

[٦] تشدد کے بھگوا ہجوم مسجدوں پر دھاوا بولتے ہیں، پھر مسلمانوں پر پتھراؤ زنی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔مسلمانوں کی املاک، مکان و دوکان کو بلڈوزروں سے زمیں دوز کر دیا جاتا ہے۔حتیٰ کہ مساجد بھی نشانہ پر ہیں۔ دہلی میں اقتدار نے یہی ظلم کیا۔

یہ حالات، یہ وارداتیں، یہ صورت حال یوں ہی درپیش نہیں ہوئے، ہمارے ہی اعمال کے نتائج ہیں، قرآن مقدس میں ارشاد الٰہی ہے: ”بے شک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔“ (القرآن الکریم؛ سورۃ الرعد:۱۱)

"تدابیر فلاح ونجات" اور اصلاح احوال کے سلسلے میں مسلم معاشی استحکام، اقتصادی ترقی کے لیے ایک صدی قبل ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲۱ء/۱۳٤۰ھ) نے جو تجاویز پیش کیں، ان کی اِک جھلک یہاں دیکھتے ہیں:

اولاً: باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا۔ اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے......

ثالثاً: بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدر آباد وغیرہ کے تواں گر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے، سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتبِ فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب "کفل الفقیہ الفاہم" میں چھپ چکا ہے، ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی۔(تدبیر فلاح ونجات واصلاح، طبع مالیگاؤں، ص ۱۲)

حالتِ زار: عموماً مسلمانوں میں آپسی رنجش میں بات مقدمات تک پہنچ جاتی، کورٹ کچہری کے چکر میں بڑا سرمایہ نذر ہو جاتا۔ اغیار اس کا خوب فائدہ اُٹھاتے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ فکر دی کہ اپنے مسائل باہمی طریقے سے اور مطابق بہ شرع حل کریں؛ اس طرح مال بھی ضائع نہ ہوگا اور اغیار کو مداخلت کا موقع بھی نہ ملے گا۔موجودہ وقت میں شرعی مسائل میں مداخلت کی کوششیں بڑھ چکی ہیں۔

تجارتی بزم میں زیادہ تر مقامات پر مشرکین فائز ہیں۔پھر ہماری اقتصادی پالیسی نہ ہونے کے باعث اغیار کے ہاتھوں استحصال کے شکار ہوتے رہتے ہیں۔خود مالیگاؤں میں کپڑا صنعت ہے جس میں خام مال بھی مشرکین سے لیتے ہیں اور تیار مال بھی انھیں ہی فروخت کرتے ہیں، مشرکین جب چاہتے ہیں خام مال کے دام زیادہ اور تیار مال کے دام کم کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔جس سے اکثر کاروبار مندی کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔جب کہ خام مال و تیار مال کے بیوپاری مسلمان ہوتے تو کچھ حد تک بحران پر قابو پایا جا سکتا تھا۔

پروفیسر رفیع اللہ صدیقی (کوئنز یونی ورسٹی، کینیڈا) مسلم معیشت کے استحکام کے ضمن میں لکھتے ہیں: ”صاحبِ حیثیت مسلمانوں کو میں نے غیروں کی دوکانوں سے خرید وفروخت کرتے دیکھا۔مسلمانوں میں اس وقت بھی ماہرینِ اقتصادیات موجود تھے لیکن بدقسمتی سے ان کی نگاہیں مغربی مفکرین کی جانب لگی ہوئی تھیں۔ وہ اس بات سے قطعاً بے خبر تھے کہ خود ان کا ایک عالم اقتصادیات کے بارے میں کیسے کیسے موتی ان کے سامنے بکھیر گیا ہے۔ وہ اپنے خزانے سے بے خبر رہے۔اگر اس وقت کوئی بھی مسلم ماہرِ اقتصادیات اس نکتے کے دور رَس اثرات کی وضاحت کر دیتا اور مسلمان صرف مسلمانوں ہی سے خرید و فروخت کرنے لگتے تو مسلمان ہندُستان میں معاشی اعتبار سے دوسری قوموں کے مقابلے میں بہت مضبوط ہوتے! خوش حال ہوتے“۔

مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے جب جدوجہد تیز ہوتی جا رہی تھی اس موقع پر کسی نے بھی مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی اور اس سے نمٹنے کے لیے کوئی پالیسی وضع نہ کی، اس موقع پر امام احمد رضا نے اپنے معاشی نکات پیش کیے جن پر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے کوئی غور وفکر نہیں کیا۔(نفس مصدر، ص ۷)

مشرکین سے اتحاد و وداد نے مسلمانوں کو کہیں کا نہ رکھا۔معاشی انحطاط، بزنس وغیرہ سے لاپروائی نے مزید کمزور کر دیا۔ دوسری جانب مشرکین اکثر وسائلِ روزگار پر قابض ہوتے چلے گئے۔ ایک صدی ہمیں بننے بنانے میں گزارنی تھی لیکن ہم نے بے توجہی برتی اور آج سخت نتائج جھیل رہے ہیں۔

پروفیسر رفیع اللہ لکھتے ہیں: "مسلمان صنعت کار جب اشیا کی پیداوار میں اضافہ کرتے تو یقیناً وہ بے روزگار مسلمان جو تلاشِ روزگار میں سرگرداں تھے ملازمتیں حاصل کر لیتے اور جب ان افراد کی آمدنیوں میں اضافہ ہوتا تو ان کی مؤثر طلب بڑھ جاتی اور معاشیات کا وہ چکر شروع ہو جاتا جو کسی بھی معیشت کو خوش حال کر دیتا ہے۔" (نفس مصدر، ص ۸)

روزے کی جدوجہد، ارکان اسلامی کے احکام اور اسلامی معاشی نظام ہمیں سعی پیہم کا پیغام دیتے ہیں۔کوشش کی جائے۔ تگ و دو سے کام لیا جائے۔ ان شاء اللہ وادی بھی ہماری ہوگی اور گلشن بھی ہمارا۔ تب عید کی مسرتیں حقیقی مسرت کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔ دین پر استقامت اختیار کر کے اپنے تمام معاملات شریعت کے مطابق کر لیے جائیں تو بڑی تبدیلی واقع ہوگی۔ فی الحال حالات بھی ایسے ہیں کہ خود کفالت کے رجحان کو عملی جامہ پہنانا وقت کا تقاضا ہے۔

عید الفطر پر اپنے معاشرے کے غریبوں کی کفالت کا فریضہ انجام دے کر معاشی نظام کی تقویت کا سامان کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں عید کو کردار وعمل سے عید بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور وعید بنانے سے بچائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

==================

فرقہ وارانہ تشدد آخر کب تک؟ ملزمان کو سخت سزا کا مطالبہ

مسجد اقصیٰ اور فلسطینیوں کیلئے خصوصی پروگرام اور دعا

شاہی امام مسجد فتحپوری دہلی مفکر ملت مولانا ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے نماز جمعہ سے قبل خطاب میں کہا کہ شب قدر کی عبادتوں میں تساہل ہرگز نہ کریں، عید الفطر کو سادگی کے ساتھ منائیں اور مستحقین کی زکوٰۃ و فطرہ سے مدد کریں۔

انہوں نے عید الفطر پر حکومت سے معقول انتظامات کرانے کا بھی مطالبہ کیا۔انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے اوپر حملے بھارت پر بدنما داغ ہیں یہ بند ہونے چاہئے۔حال ہی میں ایک وزیر نے بیان دیا کہ ہندستان کے مسلمان پہلے سے بہتر حالت میں ہیں کیا یہی بہتری ہے۔سونی پت کے ایک گاؤں میں رات کو نو بجے نماز تراویح ادا کرتے ہوئے نہتے نمازیوں پر حملہ ہوا اور ۸۴ رسالہ اللہ مہر کو بھی نہیں بخشا گیا۔ اتراکھنڈ میں فرقہ وارانہ تشدد بھڑکا اب میرٹھ کے پلڑا گاؤں میں فرقہ وارانہ تشدد کی خبر ہے کئی گھر جلا دیئے گئے۔مسلمان نقل مکانی کیلئے مجبور ہو رہے ہیں۔اقلیتوں میں خوف و ہراس ہے۔آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے اور کب تک یہ حالات سنبھلیں گے؟ انہوں نے نئی دہلی بنگالی مارکیٹ کی مسجد اور مدرسہ پر بغیر عدالتی حکم کے بلڈوزر چلائے جانے اور دیگر مقامات پر قدیم مزار توڑنے کی بھی شدید مذمت کی اور دوبارہ تعمیر کرانے کا مطالبہ کیا۔

یوم القدس کے موقع پر مسجد فتح پوری میں شاہی امام صاحب نے مسجد اقصیٰ قبلہ اول کی فضیلت اور فلسطینی عوام پر ظلم وستم کا ذکر کرتے ہوئے تمام عبادت گزاروں کی حفاظت کا مطالبہ کیا۔ یو این او اور عالمی برادری نیز مسلم ممالک سے پرزور اپیل کی کہ صہیونی جارحیت کو فوری طور پر بند کرایا جائے۔اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے اور خطہ میں پُرامن ماحول قائم کیا جائے۔

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی
جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 44
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی ۹ سے شائع کیا۔
سالانہ ممبرشپ
۲۰۰/روپئے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے
ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کامیابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں ومضامین شائع کیے جاتے ہیں۔مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
سالانہ فیس 200 روپے
پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔۹، فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

مصطفوی نظامِ معیشت! انقلاب آفریں اثرات اور خصوصیات کا علمی جائزہ

مسلمانوں کے معاشی مسائل کا تصفیہ "مصطفوی نظامِ معیشت" پر عمل در آمد میں ھے

غلام مصطفیٰ رضوی

دُنیا کا نظام تبدیل ہوتے رہتا ہے، جو عہد کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اسی لیے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی لازمی ہے۔ اسلام نے فطری تقاضوں کو پورا کیا۔ یہ اسلام کا نظام ہے، مصطفوی نظام ہے، جس میں ہر زمانے کی رعایت ہے۔ زمانہ بدلے۔ حالات پلٹا کھائیں۔ دُنیا مختلف مسائل سے دوچار ہو لیکن اسلامی نظام کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ نظامِ مصطفوی ہی نظامِ اسلام ہے۔ جس کی ہر عہد کو ضرورت ہے۔ ہر خطے کو ضرورت ہے۔ شرقین و غربین اسی نظام کے محتاج۔ یہ نظام! نظامِ الٰہی ہے۔ بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: ''معاشرہ ایک نقطے سے پھیل کر کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے...... سارا عالم زندگی کی جلوہ گاہ بن چکا ہے...... اس مرحلے پر ایک ایسے نظامِ معیشت اور ایک ایسے دستورِ حیات کی ضرورت ہے جو معاشرے کے ہر فرد کی ضرورت پوری کرتا ہو......'' (مصطفوی نظامِ معیشت، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۲۲ء) اور وہ نظام ''مصطفوی نظامِ معیشت'' ہے۔ جس نے دُنیا کو انسان کی غلامی سے نجات بخشی۔ جلوہ گاہِ حیات میں اسی نظام کی کرنیں چھائی ہوئی ہیں۔ جن مذاہب نے اس نظام سے روگردانی کی وہ دُنیا کے لیے مسائل کا سبب بنے۔ تباہی و بربادی کا موجب بنے۔ اسی پہلو کو واضح کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں: ''حضور ﷺ نے جو نظامِ معیشت دیا ہے وہ انسانوں کے ہر طبقے کے لیے ہر حال میں ہر زمانے میں یکساں طور پر قابلِ عمل ہے اور مؤثر و مفید ہے...... گویا یہ نظام ایسا جامع ہے جو زمانے پر حاوی ہے...... زمانہ اس پر حاوی نہیں کیوں کہ زمانہ جس نظام پر حاوی ہوتا ہے وہ بدلتا رہتا ہے...... لیکن زمانے کا عمل اور زمانے کی رفتار دُنیا کے دوسرے دساتیر کی طرح حضور ﷺ کے لائے ہوئے نظامِ حیات کو باطل نہ کر سکی...... بلکہ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس نظام کی حقانیت اور افادیت ظاہر ہوتی جاتی ہے......'' (نفس مصدر)

انہیں وجوہ سے دُنیا کی تمام باطل قوتیں اسلام سے خوف زدہ ہیں۔ تمام آمرانہ شوکتیں اسلام سے لرزا براندام ہیں۔ تمام ظالمانِ عصر اور اقدارِ باطل اسلام کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ لیکن! پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا! ''مصطفوی نظامِ معیشت'' پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اہم کتاب تصنیف کی، جس میں نظامِ معاش اور اس سے متعلقہ پہلوؤں پر اسلامی اُصولوں کو اُجاگر کیا۔ نظامِ مصطفوی کی فطری عظمت کا دلائل سے اِدراک کیا۔ دُنیا کے دیگر نظاموں کی ناکامی، انسانی ہاتھوں کے بنائے ہوئے نظاموں کا کھوکھلا پن ظاہر کیا گیا ہے۔ آج دُنیا مختلف معاشی نظام سے دوچار ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام انسانیت کو جکڑتا جا رہا ہے۔ دولت چند ہاتھوں میں منجمد ہو رہی ہے۔ غریب! غریب تر اور امیر! امیر تر ہو رہا ہے۔ فطری نظام سے بغاوت نے دُنیا میں معاشی بحران پیدا کر دیا ہے۔ چند آمرینِ زمانہ چاہتے ہیں کہ جملہ وَسائل پر اُنھیں کا قبضہ ہو۔ ایسے حالات میں کامیابی و کامرانی اور نجات صرف مصطفوی نظام میں ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر نوری مشن کی اشاعت ''مصطفوی نظامِ معیشت'' سال گزشتہ منصۂ شہود پر آئی۔ جس کے بعض گوشوں کا تجزیہ اس تحریر میں کیا گیا ہے۔ جب کہ اسی عنوان سے منسلک دو اشاعتیں نوری مشن سے پہلے ہی چھپ چکی ہیں: ۱۔ تدبیر فلاح ونجات واصلاح (از اعلیٰ حضرت) ۲۔ اعلیٰ حضرت مجدد علم معاشیات (پروفیسر عبدالمجید صدیقی) پیشِ مطالعہ کتاب ''مصطفوی نظامِ معیشت'' کا مطالعہ اِن نتائج کو اُجاگر کرتا ہے:

[۱] جو نظام جبر و استبداد کے ذریعہ نافذ کیا جائے اس کو نہ دوام حاصل ہو سکتا ہے اور نہ مقبولیت...... حضور ﷺ جو نظامِ معیشت لائے اس کو جبراً نافذ نہیں فرمایا بلکہ افکار و خیالات میں انقلاب برپا کر کے آپ نے اس نظام کو ایسا دل پذیر بنا دیا کہ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے...... [۲] حاکم و افسر کا خوف جلوتوں میں افراد کو قابو میں رکھ سکتا ہے، خلوتوں میں نہیں...... اللہ کا تصوّر ہی ایک ایسا عظیم تصوّر ہے جو خلوتوں اور جلوتوں میں انسان کی نگہبانی کرتا ہے اور ایک متوازن معیشت کے قیام میں مددگار ثابت ہوتا ہے...... [۳] وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا [سورۂ ہود: ۱۱/۶] (ترجمہ) اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔ [۴] حضور ﷺ نے مال کی محبت کو انسانی رذائل میں سب سے بُری خصلت قرار دیا، دورِ جدید میں جرائم کی کثرت اسی مال کی محبت کی وجہ سے نظر آتی ہے...... [۵] قرآن کریم نے مومن کی نشانی یہ بتائی کہ نہ صرف یہ کہ وہ خود غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی کھلانے کی ترغیب دیتا ہے اور جو ایسا نہیں کرتا قرآن کی نظر میں در حقیقت دین کی تکذیب کرتا ہے اور اسلام کے نظامِ معیشت سے رُو گردانی کرتا ہے۔ [۶] حضور ﷺ نے اصل اہمیت مال کو نہیں بلکہ انسان کو دی جس نے معیشت میں ایک انقلاب برپا کیا، آپ نے دولت کو انسان کی خادمہ قرار دیا اور خود جس انداز سے آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے غریبوں، مسکینوں اور اسیروں کے ساتھ سلوک کیا اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ کے نزدیک دولت وہی دولت ہے جس سے انسان کی معیشت کی فلاح و اصلاح ہو...... [۷] حضور ﷺ نے احترامِ انسانیت کا درس دیا...... جب تک اس انسان کا احترام نہ کیا جائے جس سے نظامِ معیشت وابستہ ہے، نظام مؤثر نہیں ہو سکتا...... حضور ﷺ نے انسان کو انسان کا بھائی بنایا...... [۸] مالِ غنیمت کے پانچویں حصے میں یتیموں، محتاجوں، مسافروں کا حصہ رکھا اور اس طرح ان کی معیشت کو سدھارا۔ [۹] حضور ﷺ نے غربا، مساکین کے لیے زکوٰۃ کی صورت میں ایک مُستقل ذریعۂ آمدنی متعین فرمایا۔ زکوٰۃ کو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رُکن قرار دیا، [۱۰] حضور ﷺ نے انسانی معیشت کو خاص اہمیت دی...... اسلام کے ارکانِ پنجگانہ کا کسی نہ کسی طرح سے نظامِ معیشت سے تعلق نظر آتا ہے اور بہت گہرا...... [۱۱] علم ایک عظیم معاشی قوت ہے جس کے ذریعے عالمی معاشیات نے وہ جست لگائی کہ دُنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے...... مگر حضور ﷺ نے یہ فرما کر...... ''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو''...... معاشی فلاح کا ایک عظیم نکتہ بیان فرما دیا اور ایک انقلابی تصوّر عطا فرمایا۔ [۱۲] حضور ﷺ نے ظالمیت و مظلومیت سے پاک معیشت کو پیش کیا اسی لیے سود کو حرام کیا کہ سود لینے دینے میں ایک ظالم ہوتا ہے اور دوسرا مظلوم...... [۱۳] حضور ﷺ نے اسراف و تبذیر سے منع فرما کر معیشت کو ممکنہ ابتری سے بچایا اور ایک خوشحال معیشت کے لیے نہایت ہی مفید اصلاح فرمائی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مصطفوی نظامِ معیشت پر عمل کیا جائے تا کہ مغرب کے مفسد نظام کی فتنہ سامانیوں سے بچا جا سکے۔ قومی معاشی ترقی کی تدابیر سے مسلم معاشرے کو مستحکم بنایا جا سکے۔ اسی کی ترغیب علما و حکماے اسلام نے دی۔ اسی کی ترغیب ''کفل الفقیہ الفاھم'' اور ''تدبیر فلاح ونجات و اصلاح'' میں اعلیٰ حضرت نے دی اور مصطفوی نظامِ معیشت کی تشریح و توضیح فرمائی۔

بقیہ: اسلام کا فلسفۂ زکوٰۃ۔۔

غرور و نخوت کی لعنتوں سے اس کا دامنِ حیات پاک ہو جاتا ہے، یہ وہ اوصاف ہیں جن پر اخلاقیات کی بنیاد قائم ہے نیز یہی انسان کے اصلی جوہر بھی ہیں اور دوسرے یہ کہ اُخروی سعادتوں کے علاوہ زکوٰۃ دینے سے دنیاوی عزت و وجاہت اور عوام کی پوری پوری ہمدردی بھی حاصل ہوتی ہے، مولیٰ تعالیٰ ہر صاحبِ استطاعت کو توفیق بخشے کہ وہ پوری دیانت اور ایمان داری سے ہر سال اپنی پاک کمائی کا چالیسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کر کے اپنے قوم و سماج کی فلاح و بہبودی اور ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور عنداللہ خیرِ کثیر اور اجرِ عظیم کا مستحق ہے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین!

(ماہ نامہ مدنی تجلیات: ناگ پور، شمارہ جنوری ۱۹۶۶ء، ص ۱۹۱ ۔مضامین اشرف الفقہاء، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۲۰ء)

بقیہ: صدقۂ فطر، روزوں کا فطرہ۔۔۔

کے داغ دھبوں سے پاک وصاف ہو جائے (ابوداؤد، ابن ماجہ) (زکوٰۃ بمعنی ضروری واجب) ان احادیث سے صدقہ فطر کی اہمیت اور غایت (مطلب) دونوں چیزیں واضح ہو جاتی ہیں۔ اس کو نگاہ میں رکھنے کے بعد صدقہ فطر کی ادائیگی ہر روزہ دار مسلمان کی ایک ناگزیر فطری چیز بن جاتی ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ فطر واجب رہے گا ساقط نہیں ہوگا بخلاف زکوٰۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۰، بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۵۶ باب صدقہ فطر کا بیان)

صدقہ فطر بہت ضروری ھے: صدقہ فطر کے واجب ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ آدمی کے پاس زکوٰۃ کا نصاب ہو بلکہ جس طرح ایک مالدار کے لئے اس کا دینا ضروری ہے اسی طرح اس غریب کے لئے بھی ضروری ہے جس کے پاس عید کے دن اپنے اہل وعیال کی خوراک سے زائد اس قدر موجود ہو کہ ہر ایک کی طرف سے صدقہ فطر دے سکے۔

مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر شرعی، سفر، مرض، بوڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۰۱، بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۵۶ باب صدقہ فطر کا بیان)

ان احادیث اور مسائل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ فطر صرف ان ہی لوگوں پر فرض نہیں ہے جنھوں نے روزہ رکھا ہو یا نہیں۔ نبی کریم نے صدقہ فطر کو طعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) بھی فرمایا ہے۔ یعنی جس طرح صدقہ فطر کا ایک مقصد روزے دار کے روزوں کو پاک کرنا اور مقبول بنا دینا ہے اسی طرح عید کے دن غریبوں، مساکین کے لئے کھانے پینے کا بندوبست ہو جانا بھی ایک مصلحت اور مقصد ہے جس کا تقاضہ یہی ہے کہ صدقہ فطر دینے والوں کا دائرہ وسیع سے وسیع ہو صرف روزہ داروں تک ہی صدقہ فطر محدود نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا یہ امتیازی وصف ہے کہ وہ مساکین وفقراء سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے تواضع کرتے ہیں اور یوں حضور ﷺ کے اس قول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اے اللہ مجھے مسکین کی حالت میں رکھ اور مجھے مسکینی پر موت دے اور قیامت کے دن مساکین کے زمرے میں اٹھا۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۸، کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۳۵۲)

اللہ کے رسول سب سے زیادہ فقراء ومساکین کی تواضع کرتے اور جب ان کے ساتھ بیٹھتے تو گھٹنے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھتے اور محبت سے پیش آتے لہٰذا ہم کو آپ کو چاہئے کہ فقراء و مساکین کی خوراک کا انتظام کریں۔ صدقہ فطر ضرور ادا کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لئے خوراک ہو جائے۔ (ابو داؤد جلد اول صفحہ ۲۲۷، کتاب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰ کتاب الزکوٰۃ)

ہم سب کو چاہئے کہ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کریں۔ عید کے دن گویا مزدوری ملنے کا دن ہے۔ عید کے دن معاشرے کے پسماندہ اور محروم لوگوں کو اپنی خوشی میں شامل کرنا چاہئے تا کہ ان کی بھی عید ہو جائے۔ اللہ ہم تمام مسلمانوں کو صدقہ فطر وزکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور روزوں کے فوائد سے مالا مال فرمائے آمین! ثم آمین!

بقیہ: زندگی ہمیشہ جواں مردوں۔۔۔

چنانچہ عقلمند لوگ ناممکن باتوں کے غم میں پریشان نہیں ہوتے۔ ہر سمجھدار آدمی یہ جانتا ہے انسان میں کئی خامیاں ہوتی ہیں اور زندگی میں کئی بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

دنیا میں کامیاب وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو کئی مرتبہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے لیکن ان لوگوں نے ناکامی کو ذرہ برابر اہمیت نہیں دی اور محنت ولگن سے اپنی کوشش جاری رکھے آخر کار وہ لوگ دنیا کے کامیاب ترین لوگ ثابت ہوئے کئی ایسے افراد جن کے پاس لکھنے کے لئے قلم اور پڑھنے کے لئے کتاب نہیں تھی مگر دنیا کے تعلیم یافتہ لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایسے افراد جو چار آدمی کے سامنے بات تک نہ کر سکتے تھے اتنے کامیاب مقرر بن گئے کہ انہوں نے لاکھوں کے مجمع میں زوردار تقریریں کیں اور اپنی شعلہ بیانی سے لوگوں کو اپنا مداح بنالیا۔ آخر ان لوگوں نے شاندار کامیابی کیسے حاصل کی؟ کیا انہیں اول وقت میں ناکامیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہوگا۔ یقیناً ان لوگوں کو شروع میں اپنے مقاصد میں کئی مرتبہ ناکامی ہوئی ہوگی۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی ناکامی کو ذرہ برابر بھی اہمیت نہ دی اور اپنی کوشش جاری رکھی آخر کار انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی نصیب ہوئی۔

زندگی ہمیشہ جواں مردوں کی طرح گزاریں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سب کو عظیم زندگی عطا فرمائے آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

الوداع الوداع ماہ رمضان

مومنو! ہو کے ودع اب مہِ رمضان چلا
کلام: مولانا محمد یونسؔ مالیگ علیہ الرحمۃ

مومنو! ہو کے ودع اب مہِ رمضان چلا
رہ کے اِک ماہ مسلمانوں کا مہمان چلا
جس پہ سب کرتے تھے قربان دل وجان چلا
اب یہی کہتے ہیں رو رو کے مسلمان چلا
رونقِ دین چلا، رونقِ ایمان چلا

بعد اِک سال کے پھر لوٹ کے تُو آئے گا
غمِ فرقت ترا کیوں کر نہیں تڑپائے گا
کھائیں گے غم ترا، ہم کو ترا غم کھائے گا
اپنا جلوہ ہمیں جب تک نہیں دکھلائے گا
کر کے اب دردِ جُدائی میں پریشان چلا

ماہ بھر عید مسلمان کیا کرتے تھے
جان بھی مال بھی قربان کیا کرتے تھے
کیا کیا افطار کا سامان کیا کرتے تھے
ہر طرح خاطرِ مہمان کیا کرتے تھے
چھوڑ کر سب کو تُو افسوس پُر ارمان چلا

مسجدوں میں کیا کرتے تھے عبادت ہر دَم
شوق سے کرتے تھے قرآں کی تلاوت ہر دَم
اور برستی تھی سدا چرخ سے رحمت ہر دَم
روزہ داروں پہ تھی مولیٰ کی عنایت ہر دَم
یہی کہتا ہوا ہر حافظِ قرآن چلا

صائموں کو ترے جانے کا نہ کیوں کر ہو ملال
راحتِ جان و جگر تھا بخدا تیرا وصال
زندگی باقی جو ہوگی ترا دیکھیں گے جمال
اُنگلیاں اُٹھیں گی ہر سمت سے دیکھو وہ ہلال
ہاں! مگر اب تو جُدا ہو مہِ تابان چلا

ہوگی رمضاں کی جُدائی نہ گوارا یونس
دن بدن حال زبوں ہوگا ہمارا یونس
مہِ رمضان ہے اللہ کا پیارا یونس
روزہ داروں کی ہے بخشش کا سہارا یونسؔ
بخشوانے کو خطائیں، سُوئے رحمٰن چلا

☆☆☆

(ماخوذ: جناں بکف، مطبوعہ رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر)

شذرہ: مدتوں سے عشرۂ اخیر میں شب کے سناٹوں میں میلاد خوانوں کی زبان سے مولانا محمد یونس مالیگ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام "مومنو! ہو کے ودع اب مہِ رمضان چلا" کی صدائے دل نواز گونجا کرتی تھی۔ اور فضا برکتوں کے مہِ ذیشان کے رُخصت کے رنج وملال سے سوگوار ہو جاتی تھی۔ اب بھی اس کلام کی قبولیت و مقبولیت گھر گھر ہے۔ اب پھر وہی الوداعِ رمضان کی گھڑیاں ہیں۔ برکتوں کی شبِ درخشاں اور اکرام کی سحر وداع کو ہے۔ جو لمحے بچے ہیں ان میں عمل کی فصل کی آبیاری کر لیں تا کہ صحنِ حیات میں گُل ہزارہ کی خوشبو پھیل جائے۔

واضح رہے کہ مولانا محمد یونس مالیگ اہلسنّت کے بہترین عالم گزرے ہیں جن کی خدمات مالیگاؤں سے گجرات تک پھیلی ہوئی ہیں۔ انھیں کے فرزند محمد میاں مالیگ اور نیاز احمد مالیگ (مقیم لندن) ہیں، محمد میاں مالیگ کی تحریریں منکرینِ فضائل رسالت کے لیے دعوتِ فکر ہیں۔ انکے نبیرہ علامہ محمد ارشد مصباحی اور علامہ ابوزہرہ رضوی مانچسٹر ہیں جن کی دینی وعلمی خدمات نمایاں ہیں۔ (غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں)

حضورتاجدارانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اصحاب سے خطاب

وفات سے ۳/روز قبل جبکہ حضور اکرم ﷺ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ "میری بیویوں کو جمع کرو" تمام ازواج مطہرات جمع ہو گئیں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم سب مجھے اجازت دیتی ہو کہ بیماری کے دن میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں گزار لوں؟'' سب نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اجازت ہے۔ پھر اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ پائے تو حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگے بڑھے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سہارے سے اٹھا کر سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی طرف لے جانے لگے۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کو اس (بیماری اور کمزوری کے) حال میں پہلی بار دیکھا تو گھبرا کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے رسول اللہ (ﷺ) کو کیا ہوا؟ رسول اللہ (ﷺ) کو کیا ہوا؟ چنانچہ صحابہ مسجد میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور مسجد نبوی میں ایک رش لگ گیا۔ آنحضرت ﷺ کا پسینہ شدت سے بہہ رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی کا اتنا پسینہ بہتے نہیں دیکھا۔ اور فرماتی ہیں: "میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کو پکڑتی اور اسی کو چہرہ اقدس پر پھیرتی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہاتھ میرے ہاتھ سے کہیں زیادہ محترم اور پاکیزہ تھا۔" مزید فرماتی ہیں کہ حبیب خدا علیہ الصلوات والتسلیم سے بس یہی وردسنائی دے رہا تھا کہ "لا الٰہ الا اللہ، بیشک موت کی بھی اپنی سختیاں ہیں۔" اسی اثناء میں مسجد کے اندر آنحضرت ﷺ کے بارے میں خوف کی وجہ سے لوگوں کا شور بڑھنے لگا۔ نبی علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ لوگ آپ کی حالت سے خوف زدہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ پھر اٹھنے کا ارادہ فرمایا لیکن اٹھ نہ سکے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام پرے رمشکیزے پانی کے بہائے گئے، تب کہیں جا کر کچھ افاقہ ہوا تو سہارے سے اٹھا کر ممبر پر لایا گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبہ تھا اور آپ علیہ السلام کے آخری کلمات تھے۔ فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! شاید تمہیں میری موت کا خوف ہے؟" سب نے کہا: "جی ہاں اے اللہ کے رسول" ارشاد فرمایا: "اے لوگو۔۔! تم سے میری ملاقات کی جگہ دنیا نہیں، تم سے میری ملاقات کی جگہ حوض (کوثر) ہے، اللہ کی قسم گویا کہ میں یہیں سے اسے (حوض کوثر کو) دیکھ رہا ہوں، اے لوگو۔۔۔! مجھے تم پر تنگدستی کا خوف نہیں بلکہ مجھے تم پر دنیا (کی فراوانی) کا خوف ہے، کہ تم اس (کے معاملے) میں ایک دوسرے سے مقابلے میں لگ جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے (پچھلی امتوں) والے لگ گئے، اور یہ (دنیا) تمہیں بھی ہلاک کر دے گی جیسا کہ انہیں ہلاک کر دیا۔" پھر مزید ارشاد فرمایا: "اے لوگو۔۔! نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، (یعنی عہد کرو کہ نماز کی پابندی کرو گے، اور یہی بات بار بار دہراتے رہے۔) پھر فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، میں تمہیں عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔" مزید فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا کو چن لے یا اسے چن لے جو اللہ کے پاس ہے، تو اس نے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے" اس جملے سے حضور ﷺ کا مقصد کوئی نہ سمجھا حالانکہ انکی اپنی ذات مراد تھی۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تنہا شخص تھے جو اس جملے کو سمجھے اور زاروقطار رونے لگے اور بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی علیہ السلام کی بات قطع کر کے پکارنے لگے۔۔۔ "ہمارے باپ دادا آپ پر قربان، ہماری مائیں آپ پر قربان، ہمارے بچے آپ پر قربان، ہمارے مال و دولت آپ پر قربان....." روتے جاتے ہیں اور یہی الفاظ کہتے جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (ناگواری سے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی بات کیسے قطع کر دی؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دفاع ان الفاظ میں فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! ابوبکر کو چھوڑ دو کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جس نے ہمارے ساتھ کوئی بھلائی کی ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ دے دیا ہو، سوائے ابوبکر کے، کہ اس کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔ اس کا بدلہ میں نے اللہ جل شانہ پر چھوڑ دیا۔ مسجد (نبوی) میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں، سوائے ابوبکر کے دروازے کے کہ جو کبھی بند نہ ہوگا۔" آخر میں اپنی وفات سے قبل مسلمانوں کے لیے آخری دعا کے طور پر ارشاد فرمایا: "اللہ تمہیں ٹھکانہ دے، تمہاری حفاظت کرے، تمہاری مدد کرے، تمہاری تائید کرے۔ اور آخری بات جو ممبر سے اترنے سے پہلے امت کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائی وہ یہ کہ: "اے لوگو۔۔۔! قیامت تک آنے والے میرے ہر ایک امتی کو میرا سلام پہنچا دینا۔" پھر آنحضرت ﷺ کو دوبارہ سہارے سے اٹھا کر گھر لے جایا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، نبی اکرم ﷺ مسواک کو دیکھنے لگے لیکن شدت مرض کی وجہ سے طلب نہ کر پائے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کے دیکھنے سے سمجھ گئیں اور انہوں نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر نبی کریم ﷺ کے دہن مبارک میں رکھ دی، لیکن حضور ﷺ اسے استعمال نہ کر پائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے مسواک لے کر اپنے منہ سے نرم کی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کو لوٹا دی تاکہ دہن مبارک اس سے تر رہے۔ فرماتی ہیں: "آخری چیز جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے پیٹ میں گئی وہ میرا لعاب تھا، اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مجھ پر فضل ہی تھا کہ اس نے وصال سے قبل میرا اور نبی کریم علیہ السلام کا لعاب دہن یکجا کر دیا۔" اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید ارشاد فرماتی ہیں: "پھر آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ تشریف لائیں اور آتے ہی رو پڑیں کہ نبی کریم ﷺ اٹھ نہ سکے، کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب بھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لاتیں حضور اکرم ﷺ انکے ماتھے پر بوسہ دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! "قریب آجاؤ۔۔۔" پھر حضور ﷺ نے ان کے کان میں کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ اور زیادہ رونے لگیں، انہیں اس طرح روتا دیکھ کر حضور ﷺ نے پھر فرمایا اے فاطمہ! "قریب آؤ۔۔۔" دوبارہ انکے کان میں کوئی بات ارشاد فرمائی تو وہ خوش ہونے لگیں حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تھا کہ وہ کیا بات تھی جس پر روئیں اور پھر خوشی کا اظہار کیا تھا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ پہلی بار (جب میں قریب ہوئی) تو فرمایا: "فاطمہ! میں آج رات (اس دنیا سے) کوچ کرنے والا ہوں۔ جس پر میں رو دی۔۔۔" جب انہوں نے مجھے بے تحاشا روتے دیکھا تو فرمانے لگے: "فاطمہ! میرے اہلِ خانہ میں سب سے پہلے تم مجھ سے آملوگی۔۔۔" جس پر میں خوش ہوگئی۔۔۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر آنحضرت ﷺ نے سب کو گھر سے باہر جانے کا حکم دیکر مجھے فرمایا: "عائشہ! میرے قریب آجاؤ۔۔۔" آنحضرت ﷺ نے اپنی زوجۂ مطہرہ کے سینے پر ٹیک لگائی اور ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمانے لگے: مجھے وہ اعلیٰ و عمدہ رفاقت پسند ہے۔ (میں اللہ کی، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کو اختیار کرتا ہوں۔) صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "میں سمجھ گئی کہ انہوں نے آخرت کو چن لیا ہے۔" جبرئیل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہو کر گویا ہوئے: "یارسول اللہ! ملکُ الموت دروازے پر کھڑے شرف باریابی چاہتے ہیں۔ آپ سے پہلے انہوں نے کسی سے اجازت نہیں مانگی۔" آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "جبریل! اسے آنے دو۔۔۔" ملکُ الموت نبی کریم ﷺ کے گھر میں داخل ہوئے، اور کہا: "السلام علیک یارسول اللہ! ﷺ مجھے اللہ نے آپ کی چاہت جاننے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ دنیا میں ہی رہنا چاہتے ہیں یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس جانا پسند کرتے ہیں؟" فرمایا: "مجھے اعلیٰ وعمدہ رفاقت پسند ہے، مجھے اعلیٰ وعمدہ رفاقت پسند ہے۔" ملکُ الموت آنحضرت ﷺ کے سرہانے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "اے پاکیزہ روح۔۔۔! اے محمد بن عبداللہ کی روح۔۔۔! اللہ کی رضا و خوشنودی کی طرف روانہ ہو۔۔۔! راضی ہوجانے والے پروردگار کی طرف جو غضبناک نہیں۔۔۔!" سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر نبی کریم ﷺ ہاتھ نیچے آن رہا، اور سر مبارک میرے سینے پر بھاری ہونے لگا، میں سمجھ گئی کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔۔۔ مجھے اور تو کچھ سمجھ نہیں آیا سو میں اپنے حجرے سے نکلی اور مسجد کی طرف کا دروازہ کھول کر کہا۔۔۔ "رسول اللہ کا وصال ہو گیا۔۔۔! رسول اللہ کا وصال ہو گیا۔۔۔!" مسجد آہوں اور نالوں سے گونجنے لگی۔ ادھر علی کرم اللہ وجہہ جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے پھر ہلنے کی طاقت تک نہ رہی۔ ادھر عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ معصوم بچوں کی طرح ہاتھ ملنے لگے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار بلند کر کے کہنے لگے: "خبردار! جو کسی نے کہا رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں، میں ایسے شخص کی گردن اڑا دوں گا۔۔۔! میرے آقا تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے گئے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ملاقات کو گئے تھے، وہ لوٹ آئیں گے، بہت جلد لوٹ آئیں گے۔۔۔! اب جو وفات کی خبر اڑائے گا، میں اسے قتل کر ڈالوں گا۔۔۔" اس موقع پر سب سے زیادہ ضبط، برداشت اور صبر کرنے والی شخصیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔۔۔ آپ حجرۂ نبوی میں داخل ہوئے، رحمت دوعالم ﷺ کے سینۂ مبارک پر سر رکھ کر رو دیئے۔۔۔ کہہ رہے تھے: وآآآ خلیلاہ، وآآآ صفیاہ، وآآآ حبیباہ، وآآآ نبیاہ (ہائے میرا پیارا دوست۔۔۔! ہائے میرا مخلص ساتھی۔۔۔! ہائے میرا محبوب۔۔۔! ہائے میرا نبی۔۔۔!) پھر آنحضرت ﷺ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا: "یارسول اللہ! آپ پاکیزہ جیئے اور پاکیزہ ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔"

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور خطبہ دیا: "جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے سن رکھے آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات ہمیشہ زندگی والی ہے جسے موت نہیں۔" سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔۔۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں کوئی تنہائی کی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں اکیلا بیٹھ کر روؤں۔۔۔ آنحضرت ﷺ کی تدفین کر دی گئی۔۔۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ نبی علیہ السلام کے چہرہ انور پر مٹی ڈالو۔۔۔؟" پھر کہنے لگیں: "یا أبتاہ، أجاب ربا دعاہ، یا أبتاہ، جنۃ الفردوس مأواہ، یا أبتاہ، الی جبریل ننعاہ۔" (ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ اپنے رب کے بلاوے پر چل دیے، ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ جنت الفردوس میں اپنے ٹھکانے کو پہنچ گئے، ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ ہم جبریل کو ان کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔)

اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضا

صدقۂ فطر، روزوں کا صدقہ

ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ روزہ رکھنے سے بندوں کے اندر جذبۂ غم خواری پیدا ہوتی ہے۔ انسان بھوک اور پیاس کی حالت میں ان لوگوں کا تصور کر کے لرز اٹھتا ہے جو ایک ٹکڑا روٹی کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ کی آگ بجھانے کی کوشش میں پریشان رہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: رمضان کا مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ پہلے سے زیادہ سخی ہوجاتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو پیارے آقا ﷺ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے (بیہقی)۔ رحمت عالم ﷺ اس مقدس مہینہ میں صدقہ و خیرات کثرت سے کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: نبی کریم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی ہوتے تھے اور آپ ﷺ سب سے زیادہ صدقہ و خیرات رمضان المبارک میں کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے رمضان المبارک کی ہر رات میں ملتے اور دوران ملاقات نبی کریم ﷺ انہیں قرآن مجید سناتے اور آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی سبقت کے ساتھ صدقہ وخیرات کرتے۔ (شعب الایمان)

فوائدِ صدقات: ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے صدقہ وخیرات کو (سورہ البقرہ، آیت ۲۷۵) احادیث میں صدقات کی بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ چند ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) ابوبکر صدیق ص فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوارہ دے کر کہ وہ کجی کو سیدھا اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بری موت کو منع کرتا ہے۔ (۳) بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب سے ۷۰/دروازے بری موت کے دفع فرماتا ہے۔ (۴) صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔ (طبرانی، ابویعلی، والبراز، رواہ الدیمی حضرت انس ص)، جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے، اسے حق تعالیٰ اپنے دست شفقت ولطف سے اس طرح پرورش فرماتا ہے۔ جیسے تم اپنے چوپایوں کی پرورش کرتے ہو یہاں تک کہ چند خرمے (چھوارہ) اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتے ہیں اور فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک اپنے صدقے کے سایہ میں ہوگا جب تک حساب ہو کر حکم صادر ہوگا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ صدقہ کون سا افضل ہے فرمایا: جو تندرستی میں دیا جائے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیر دیتا ہے (یعنی کچھ نہیں دیتا) سات دن تک اس کے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے (کشف القلوب جلد اول صفحہ ۴۶۹/ باب صدقہ کی فضیلت)، رسول کریم ﷺ دو کام اوروں پر نہیں چھوڑتے تھے بلکہ اپنے ہی ہاتھوں سے کرتے تھے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک سے دیتے اور رات کو وضو کے لیے پانی برتن میں خود رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمان کو کپڑا پہنائے گا جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا کپڑا دینے والا خدا کی حفاظت میں رہے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے ستر (۷۰) برس عبادت کی پھر اس سے اتنا بڑا گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت برباد اور رائگاں ہوگئی اس کا گزر ایک فقیر کی طرف سے ہوا اور اس نے فقیر کو ایک روٹی دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا وہ گناہ عظیم بخش دیا اور ستر برس کی عبادت اسے واپس کر دی۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ بیٹا! تجھ سے جب کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو صدقہ دینا اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ترجمہ: تم لوگ ہرگز نیکی کے مقام کو نہ پاسکو گے جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے (القرآن، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۲)۔

صدقہ فطر کا حکم: روزہ دار اگرچہ مجسم نیکی میں ہوتا ہے اس کے مادی جسم میں ملکوتی (فرشتوں جیسی) روح پیدا ہوتی رہتی ہے۔ وہ جھوٹ سے، بدگوئی سے، بدکلامی سے، ایذارسانی سے، حق تلفی سے، غرض کہ ہر طرح کی برائیوں سے دور رہتا ہے یا کم از کم دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر بھی وہ بہر حال انسان ہی ہوتا ہے فرشتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ہزار کوششوں کے باوجود اس سے لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ زبان سے بے ہودہ باتیں نکل ہی جاتی ہیں اس لئے قدرتی طور پر روزوں کا بالکل بے داغ اور ہر نقص سے پاک رہنا ممکن نہیں۔ اللہ کے حبیب رسول اللہ ﷺ نے روزوں کو اس طرح کے داغ دھبوں سے پاک صاف اور مقبول رب العالمین بنانے کے لئے ایک خاص قسم کا صدقہ دینے کا حکم فرمایا جس کو اصطلاح شریعت میں ''**صدقہ فطر**'' کہتے ہیں۔ احادیث میں ہے کہ عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ (ترمذی جلد اول، صفحہ ۱۴۶، باب ماجاء فی صدقۃ الفطر) ابوداؤد، ابن ماجہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہوجائے اور مساکین کی خوردونوش (کھانے پینے) کا انتظام ہوجائے۔ (بہار شریعت جلد ۵، صفحہ ۵۵) ایک حدیث میں ہے صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَا يُرْفَعُ اِلَّا بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ ترجمہ: رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں جب تلک صدقہ فطر ادا نہ کر دیا جائے آگے (بارگاہِ خداوندی) تک نہیں جاتے (ترغیب) فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِيْنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ (ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض کیا ہے تاکہ روزہ دار (کا روزہ) لغو اور فحش گوئی وغیرہ

بقیہ صفحہ ۳ پر

اسلام کا فلسفۂ زکوٰۃ

از
اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ

اسلام نے ایک مہذب اور فطری مذہب ہونے کی حیثیت سے بنی نوع انسان کی ہمیشہ رہنے والی اُخروی اور روحانی زندگی کو کامیاب اور بہتر سے بہتر بنانے کے لیے اصلاحی اور تربیتی پروگرام کے تحت جن اُصول وضوابط اور آئین وقوانین کو مرتب فرما کر دُنیا والوں کے سامنے پیش کیا ہے اُن کی اچھائی، اُن کے معیار کی بلندی اور انسانی زندگی سے ہم آہنگی اپنی جگہ مسلم اور اٹل ہے، اور یہ نا قابل انکار حقیقت ہر منصف مزاج، ذی شعور، سلیم الطبع اور صاحب بصیرت پر روشن ہے۔

لیکن چوں کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح صرف روحانی اور خالص مذہبی تحریک نہیں ہے اور نہ وہ صرف روحانی اقدار ہی کو بلند کرنے کے لیے آئین وقوانین مرتب کرتا ہے بلکہ اسلام کی حیثیت عظیم الشان باامن انقلابی تحریک کی بھی ہے۔ اسی لیے اس کا مرتب کردہ ضابطۂ حیات جس طرح انسان کی دینی اور روحانی زندگی کے لیے مفید اور اس کے ہر گوشے پر حاوی ہے اسی طرح کی دُنیوی اور مادی زندگی کے لیے بھی مفید اور کار آمد ہے۔ جس کی نظیر دُنیا کے کسی مذہب اور تحریک میں نہیں ملتی اور نہ آئندہ مل سکے گی۔

اسلام نے دُنیا کی عظیم ترین باامن انقلابی تحریک ہونے کی حیثیت سے بنی نوع انسان پر جو زبردست اور نا قابلِ فراموش احسانات کیے ہیں ان کا دائرہ اتنا وسیع اور پھیلا ہوا ہے کہ صرف ان کا تذکرہ اور احاطہ کرنا دُشوار ہے، اور یہ بات اس لیے بھی درست اور قابل تسلیم ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں پر اس بات کو واجب اور ضروری گردان کر انہیں ذمہ دار بنا دیا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو مذہب کے ماتحت ہو۔ اسی لیے فرزندانِ اسلام کے تمام تاریخی کارنامے بھی اسلام کے ان اصلاحی کارناموں کے حدود اور دائرے میں آجاتے ہیں جنہیں اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین عالم انسانیت پر اسلام کے احسانات تسلیم کرتے ہیں۔

تاریخِ عالم اس بات پر گواہ اور شاہد عدل ہے کہ اس مہذب دُنیا نے اسلام اور مسلمانوں سے کیا کیا فائدے حاصل کیے ہیں۔ آج جہاں کہیں بھی تہذیب وتمدن، علوم وفنون، شایستگی ومتانت، سنجیدگی و دیانت، مساوات واخوت اور باہمی ہمدردی ومروت کی روشنی یا جھلک پائی جاتی ہے وہ اسلام ہی کی کرشمہ سازیوں کا لازمی نتیجہ اور اثر ہے۔ یوں ہی جمہوری نظام اور بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد اسلام نے رکھی۔ نیز اسلام ہی نے اقتصادی اور معاشی نظام کو بالکل واضح اور مکمل شکل میں سب سے پہلے پیش کیا ہے اور اب تو غیر مسلم بھی اسلام کی افادی حیثیت کی تحقیقات کرنے کے بعد قدم قدم پر اقرار کرتے جارہے ہیں کہ علمی، تہذیبی، اخلاقی، تعمیری اور ترقیاتی سرمایہ جو دُنیا کے پاس ہے وہ اسلام کا عطا کردہ ہے اور دراصل حقیقت بھی یہی ہے۔ کیوں کہ اسلام کی تشریف آوری ایسے نازک وقت اور پُرخطر ماحول میں ہوئی ہے کہ اس وقت تمام پرانی تہذیبیں مٹ چکی تھیں، یا فرسودگی کی چادر میں منہ چھپائے سسک سسک کر دَم توڑ رہی تھیں۔ اسلام نے ان کی روح کے ساتھ مسیحائی کا کام اور ان اچھائیوں اور خوبیوں کو اپنے ذاتی محاسن سے وابستہ کر کے دُنیا والوں کے سامنے تہذیب وتمدن کا وہ اعلیٰ معیار پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے اور جس پر آج پوری مہذب دُنیا کی بنیاد قائم ہے۔

مشہور یورپی مفکر سر ولیم میور لکھتا ھے: ''ہم بڑی فراخ دلی سے اقرار کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ماننے والوں میں خدا کی توحید کا سچے دل سے اقرار موجود ہے۔ اسلامی تعلیم کے ذریعے اخلاقی نیکیوں میں اضافہ ہوا۔ ایمان کے دائرے کے اندر برادرانہ محبت کی تلقین کی گئی، یتیموں اور بیواؤں کی حفاظت اور بے کسوں و بے بسوں کی خاطر داری کے ساتھ ان کے حقوق کا تعین ہوا۔ نشہ آور چیزوں کی ممانعت ہوئی غرض کہ اسلام ایسے اعلیٰ کردار اور اُصول پر فخر کرسکتا ہے جس کی دوسرے مذہب کو خبر تک نہیں ہے۔''

نامور فرانسیسی مؤرخ موسیو سیلایو یورپ پر مسلمانو ں کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ھے: ''اگر مسلمان اسپین میں نہ آتے تو نہ جانے کتنی مدت تک پورا یورپ جہالت کی تاریکیوں میں مبتلا رہتا۔ اہلِ یورپ کو مسلمانوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انھوں نے اسپین میں علم کی شمع روشن کر کے یورپ کے لیے علوم و فنون کا دروازہ کھول دیا۔ انگلستان، جرمنی، اٹلی، فرانس اور دیگر یورپین ممالک کو علم کی روشنی سے منور کر دیا۔''

اسلام کی احسان مندی کا یہ مفید اور حیات آگیں سلسلہ زمانۂ ماضی میں ہی اختتام پذیر نہیں ہو کر رہ جاتا۔ بلکہ آج بھی اور رہتی دُنیا تک اسلام کے وسیع دامن رحمت میں ایسے بے شمار جواہر ریزے پائے جاتے ہیں اور پائے جائیں گے، جو انسانیت کی ثروت مندی اور تاب ناکی میں بے پناہ اضافہ کر کے چار چاند لگا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر موجودہ زمانہ کی اقتصادی اور معاشی کشمکش اور اس کے شدید ترین الجھاؤ کو مدنظر رکھیے، پھر اس کے بعد تاریخِ عالم کا بغور مطالعہ کیجیے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ اقتصادی اور معاشی کشمکش نے آج جو پُرفتن اور خطرناک صورت اختیار کرلیا ہے۔ اس سے پہلے کسی قرن کسی دور میں بھی نہیں تھی۔ اس وقت دُنیا میں جس طرف نظر ڈالیے سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان عملی یا ذہنی کشمکش ضرور نظر آئے گی۔ اس سے شاید ہی دُنیا کا کوئی ملک خالی ہو، اور اسلامی تاریخ میں تو اس کشمکش اور اُلجھاؤ کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ اسلامی تاریخ میں اس کشمکش کے نہ ملنے کا واحد اور اولین سبب یہ ہے کہ اسلام نے اقتصادی اور معاشی نظام کی اہمیت اور اس نظام کی خرابی کے تباہ کن اثرات اور خطرناک نتائج کو خوب اچھی اور پوری طرح محسوس کر لینے کے بعد اس نے ایک ایسا مکمل اور مضبوط اقتصادی اور معاشی نظام مرتب فرمایا، جس میں نہ تو سرمایہ داری کے لیے کوئی جگہ باقی ہے اور نہ مزدوروں، محنت کشوں، ناداروں اور غریبوں کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی کا کوئی امکان موجود ہے۔

آج انسان ایورسٹ کی سربہ فلک چوٹی کو اپنے قدموں سے روند کر اپنی عظمت کا اعلان کر چکا ہے۔ خلائی سفر کے لیے راستہ ہموار کر کے دُنیائے سائنس میں ایک نیا باب کھول دیا ہے۔ چاند کی دُنیا میں پہنچنے کی آرزو میں اپنے آہنی عزم واستقلال پر دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ باوجود اس کے اقتصادی اور معاشی کشمکش انسان کے لیے مستقل اُلجھن اور شدید ترین مصیبت بنی ہوئی ہے، اور اس سے بہت سی برائیاں اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں، اور روز بروز ان میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ انھیں برائیوں اور فتنوں کی روک تھام کے لیے ''شوشلزم'' اور ''کمیونزم'' وغیرہ تحریکوں نے جنم لیا۔

اس وقت دُنیا میں ''کمیونزم'' اور ''شوشلزم'' کو بہترین اقتصادی اور معاشی تحریکات اور سرمایہ داری کا بدترین مخالف سمجھا جاتا ہے، اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کمیونزم اور شوشلزم کا حامی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا نظام موجودہ کمیونزم اور شوشلزم سے بالکل مختلف اور الگ ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کیوں کہ اسلام کے نظام اقتصادیات و معاشیات میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ بغیر کسی کو نقصان پہنچائے سب کو فائدہ پہنچانے پر زور دیتا ہے۔ وہ ''حق بہ حق دار رسید'' کا حامی ہے۔ اسی لیے اس نے شخصی مفاد کو نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اس کو پوری طرح برقرار رکھا ہے، تاکہ ظلم اور ناانصافی کو راہ یابی کا موقع نہ مل سکے۔ نیز اسلام ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ سرمایہ پیدا کرنے کا پورا پورا مجاز اور اختیار بخشتا ہے، لیکن دولت کی فراہمی کے لیے وہ ناجائز وسائل وذرائع کی سخت مخالفت اور مذمت کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سرمایہ داری کے سب سے بڑے اور مؤثر وسیلہ ''سود'' کو سرے سے ہی حرام قرار دیا ہے۔ اور دوسرے جائز وسائل سے جمع کی ہوئی دولت پر زکوٰۃ مقرر کر کے براہِ راست زراندوزی پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ ''سانپ بھی مرگیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی''

پھر اسلام سرمایہ داروں کو اصطلاحی طور پر مالکِ سرمایہ ضرور تسلیم کرتا ہے اور ان کو اپنے کمائے ہوئے سرمایہ سے جائز طور پر بھرپور فائدہ حاصل کرنے کا حق دار بھی گردانتا ہے۔ لیکن درحقیقت انھیں امین (سے) زیادہ حیثیت نہیں دی ہے، یعنی جس طرح ایک امین محض اپنی مرضی سے بغیر مالک کی اجازت کے امانت میں کسی قسم کے تصرف کا قطعاً کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اسی طرح ایک سرمایہ دار اسلامی اُصول کے خلاف اپنی دولت کو ہرگز ہرگز خرچ نہیں کرسکتا، اگر کرتا ہے تو وہ خائن اور مجرم ہے۔ اس طرح دولت کو مرضیِ الٰہی کے خلاف من مانی طور پر خرچ کرنے سے روک کر انسان کو بہت سی برائیوں اور فتنوں سے بچالیا گیا ہے۔ پھر دولت کو خرچ کرنے کے لیے کچھ مصارف مقرر کر دیے ہیں۔ جن کی وجہ سے کوئی دولت مند مسلمان سرمایہ داری کی لعنت میں مبتلا ہی نہیں ہوسکتا۔ اس طرح سے قومی دولت ہمیشہ گردش میں رہتی ہے۔ دولت کے کسی ایک فرد یا گروہ کے پاس جمع ہوجانے سے قومی اقتصادیات ومعاشیات میں جو بدنظمی اور خلل پیدا ہوجاتا ہے۔ اسلامی سماج میں وہ بدنظمی ہرگز پیدا نہیں ہوسکتی۔

یہ بات ہمارے زمانے میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کمیونزم اور شوشلزم وغیرہ اقتصادی تحریکیں جس مقصد کے لیے عالمِ وجود میں آئی تھیں انھیں اپنے مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوسکی اور بہت جلد اہلِ بصیرت پر ان کا نقص اور کھوکھلا پن ظاہر ہوگیا لیکن اسلام کا نظامِ اقتصادیات جس طرح آج سے چودہ سو برس قبل عوام وخواص کی خوش حالی، باہمی ہمدردی اور سماجی تعلقات کی استواری کا ضامن تھا، ٹھیک اسی طرح اس ترقی یافتہ دور میں بھی عوام کی زندگی کو خوش حال اور طبقۂ اعلیٰ واسفل کے مابین ذہنی اور عملی کشمکش کو دور کر کے باہمی تعلقات کو استوار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایک یورپین مفکر اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ھے: ''دُنیا اگر اقتصادیات ومعاشیات پر کسی نظام سے باآسانی قابو پاسکتی ہے تو وہ صرف اسلام کا پیش کردہ مکمل نظامِ اقتصادیات ہے۔''

اس متعصّبانہ دور میں جب کہ اغیار اسلامی اُصول کی سچائی اور افادیت کا قدم قدم پر اقرار واعتراف کرتے ہیں اور دُنیا والوں کی فلاح و بہبود کا اسے ضامن یقین کرتے ہیں نیز انھیں اُصولوں پر چلنے کی وہ دعوت بھی دیتے ہیں۔ تو ہم مسلمان کہیں زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ اپنے مذہب کے ہر چھوٹے بڑے اُصول پر سب سے پہلے عمل پیرا ہوں، کاش کہ مسلمان کی عملی زندگی اسلام کا آئینہ دار ہوتی۔

'زکوٰۃ' اسلام کا وہ اہم رکن ہے جس میں دین ودُنیا کی برکتیں اور بھلائیاں پوشیدہ ہیں، زکوٰۃ دینے سے انسان میں ایثار وقربانی اور ہمدردی ومروت کے جذبات اور مستحقین کے حقوق کی ادائیگی کا خیال اور احساس پیدا ہوتا ہے،

بقیہ صفحہ ۳ پر

ایام رمضان کے نیک اعمال پر زیادتیٔ اجر کا وعدہ فہم انسانی کے بھی مطابق ہے

از قلم: مفتی قاضی فضل رسول مصباحی

اسلام دین فطرت ہے، اس کے تقاضے فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں، اسلام میں بنی نوعِ انسان کے لئے ابتداء آفرینش سے دم واپسی تک کے تمام آئین وقوانین موجود ہیں، ان کی روشنی میں اگر انسان ایک متمدن ومہذب زندگی بسر کرنے کا خوگر بننا چاہے تو وہ اسلامی اصول وضوابط کے تحت زندگی بسر کرنے والا محمدی کچھار کا شیر نظر آئیگا، اس کی رگوں میں اسلامی شجاعت کا کرنٹ دوڑے گا، خود کو دشمنان اسلام کے مقابلے میں دین کا سچا مجاہد وخادم باور کرے گا اور اسلام اسے تمام اصول وضوابط بہم فراہم کردے گا، اس لئے احکامات خواہ وہ عبادات کے قبیل سے ہو۔ یا۔ از جہت اخلاقیات، ان میں بھی مفاد بشریت کارفرما ہے، لہٰذا اگر کوئی نماز فجر کے لئے بیدار ہوکر اپنے چہرے پر پانی ڈالتا ہے تو اس میں صرف اجر وثواب کا پہلو نہیں بلکہ انسانی صحت کے بہترین اصولوں کا راز بھی پوشیدہ ہے، اسی طرح ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے میں بھی بڑی بڑی حکمتیں مضمر ہیں، اسی لئے اسلامی سال کے نویں مہینہ، ماہ رمضان کے روزے رکھنے سے جہاں انسان کو اپنی بساط وطاقت کا احساس ہوتا ہے، اللہ کی عظمت وجلالت یاد آتی ہے، وہاں اس کے جسم سے بہت سی بیماریوں کا سد باب ہوتا ہے، عرفاء وصوفیاء کے فرمودات سے بہت سے فوائد کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم۔ یہاں ان فوائد کا ارقام میرا مطمح نظر نہیں ہے، بلکہ اس بات کی تفہیم کو عقل انسانی سے ہم آہنگ کرنا ہے کہ "ماہ رمضان کے دنوں میں نیک اعمال کا ثواب عام ایام کی نسبت ستر گنا کیسے بڑھ جاتا ہے؟"

درحقیقت یہ ثواب کا اضافہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان عالی شان کے بموجب ہے جس پر تمام خوش عقیدہ لوگوں کا ایمان واذعان ہے۔ کیا یہ اضافیٔ اجر وثواب انسانی فہم وادراک کے مساعد وموافق بھی ہے۔ یا۔ اس سے بعید ہے؟

اس تناظر میں دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا کلام عادل نظام شاہد ہے "من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فی ماسواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فی ماسواہ (مشکوۃ المصابیح) یعنی جو رمضان کے مہینہ میں نیک کام کرے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا دوسرے ماہ میں فرض کام کیا اور جو اس ماہ رمضان میں کوئی فرض کام کرے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا دوسرے ماہ میں ستر فرائض ادا کئے، یعنی اس ماہ میں کسی نفلی کام کا ثواب دوسرے ماہ کے فرض کے برابر، اور اس ماہ کے کسی فرض کام کا ثواب دوسرے ماہ کے ستر فرائض کے برابر ہے، ظاہر سی بات ہے کہ نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ہوجائے تو یہ صورت ثواب کے اضافہ کی ہے، یہ حکم فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مبرہن بھی ہے جس پر ایمان لانا تمام اہل اسلام کے لئے لازم ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تمام فرمودات پر اعتقاد ایمان کا لازمی حصہ ہے، خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئے۔ یا۔ نہ آئے

دوسری صورت یہ کہ "ماہ رمضان المبارک" میں کئے گئے نیک اعمال پر زیادتیٔ اجر وثواب کا مژدۂ جاں فزا عام عقل انسانی میں پورے طور پر نہیں سماتا کہ معمولی عمل پر بڑے ثواب کا وقوع سرسری نظر میں ناقابل فہم ہے۔ تاہم۔ نظر عمیق کا سہارا لیا جائے تو اس ماہ مبارک کے اعمال صالحہ پر ثواب عظیم کا وقوع وورود فہم وادراک کے مکمل مناسب ومطابق ہے، کیوں کہ اللہ کے ہاں ثواب کا مدار عمل کی مقدار پر نہیں بلکہ ان قلبی کیفیات پر ہوتا ہے جو اس عمل کے پیچھے کارفرما ہوتی ہیں، اور یہ قلبی کیفیات، نیت، خلوص، توجہ الی اللہ کے ساتھ اعمال صالحہ ہیں

اس حوالے سے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا صحابی (رضی اللہ عنہ) ایک مد جو خرچ کرے اور تم ایک احد پہاڑ سونے کا خرچ کرو تو یہ میرے صحابی کے ایک مد جو کے برابر نہیں ہے، اب احد پہاڑ سونے کا، اور دو چار کلو جو، ان کا آپس میں کیا موازنہ ہوسکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ دونوں برابر نہیں کہ صحابی کی تھوڑی سی شئ کے خیرات پر اجر عظیم کا وعدہ، اور غیر صحابی کے احد پہاڑ جیسے سونے کے خیرات پر نسبتاً کم اجر وثواب کا مژدہ ہے، یہ اس لئے کہ صحابی کے عمل کے پیچھے جو قلبی کیفیات ہیں وہ دوسروں کے پاس نہیں

اب اس توضیح کی روشنی میں "اضافۂ ثواب" کے مسئلہ کو شعور انسانی کے قریب کھینچئے تو وہ بنیادی امر سامنے آجائے گا جو قلبی کیفیات کی حیثیت سے توارد اجر وثواب کی مقدار کو واشگاف کردے گا قرآن کریم کے اسلوب کو پیش نظر رکھنے سے بھی یہی وضاحت سامنے آتی ہے کہ روزے کی فرضیت کی حکمت چوں کہ تقوی شعاری وحصول پرہیزگاری ہے جو "لعلکم تتقون" کے نظم منور سے ظاہر ہے اس لئے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تقوی شعاری و پرہیزگاری اس دلی کیفیت کا اثر تام ہے جو نیت صادقہ، خلوص بالغہ اور توجہ الی اللہ کے تحت اضافۂ اجر وثواب کا باعث ہے

رمضان کے روزے کے ضمن میں بندگان خدا کے اندر صلاح وفلاح کی کیفیت اوج پر ہوتی ہے، تمام علائق دنیا سے کٹ کر جب بندے رضائے الٰہی کی خاطر نیک کام کرتے ہیں تو اس پر اجر وثواب کی زیادتی کا وعدہ فہم انسانی کے عین مطابق بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایام رمضان کے گزرنے کے ساتھ آخری عشرۂ رمضان جس میں قدر کی رات آتی ہے اس میں عبادات کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادات سے زیادہ ہے، یہ مژدۂ جاں فزا مسلمانوں کے اذہان وافکار پر مرتسم ہوکر انہیں زیادتیٔ ثواب کے حصول کے لئے کثرت عبادات پر برانگیختہ کرتا ہے، وجہ یہی ہے کہ دلی کیفیات صلاح وفلاح سے بتمام وکمال اس عشرۂ آخرہ میں مزین ہوجاتے ہیں، بھوک وپیاس کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے نفس گناہوں سے پاک وصاف ہوکر مزید نیکیوں کا خوگر بن جاتا ہے، اللہ کی رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ عمل کتنا بڑا کیا ہے، بلکہ اللہ کی رحمت عمل کرنیوالے کی نیت دیکھتی ہے، یہی نیت خالصہ، توجہ الی اللہ کا سبب بن جاتی ہے اور بندہ معمولی عمل پر بھی اجر عظیم کا مستحق ہوجاتا ہے، رمضان المبارک اب وسط ایام میں داخل ہونے کو ہے ہمیں مزید اعمال صالحہ کی کوشش میں مشغول ہوجانا چاہیے، اور دعائیہ کلمات سے اپنے ہونٹوں کو تر رکھنا چاہیے، اللہ تعالی اس رمضان المبارک کو ہمارے لئے دنیا وآخرت دونوں جہتوں سے بابرکت وباعث اجر وثواب بنائے اور ہمیں اس مہینے، اور اس موسم سے زیادہ مستفید ہونے اور اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے آمین

☆☆☆☆☆

☆ تھکا ہوا جسم، بوجھل آنکھیں اور عید الفطر کی نماز ☆

رمضان المبارک ہم سے رخصت ہوا چاہتا ہے۔ جس کے روزوں سے متعلق اللہ نے فرمایا۔" یہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا، اور وہ بدلہ ہمیں عید کی نماز کے ساتھ مغفرت کی شکل میں دے دیا جاتا ہے۔ پر افسوس ہمارے نوجوان چاندرات کو رت جگے کے طور پر مناتے ہیں۔ ساری رات چائے خانوں، نکڑ میٹنگ اور خریداری کی نذر کر دیتے ہیں۔ جو کام پہلے کیا جا سکتا تھا اسے چاندرات کے لیے رکھ چھوڑا جاتا ہے۔ تاکہ انجوائے کیا جا سکے۔ دوسرے دن جو پہلا نقصان ہوتا ہے۔ وہ نمازِ فجر کی قضاء کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور عید کی نماز کے لیے آخر میں چادر یا جائے نماز لیے بھاگے بھاگے آتے ہیں۔ تھکے ہوئے بدن، بوجھل آنکھوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر بڑی بے دلی سے خطبہ سنتے ہیں۔ اور گھر آکر اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کب موقع ملے اور موبائل بند کر کے سو جائیں۔ عید کا دن اللہ کی طرف سے انعام اور خوشیاں منانے کا دن ہے۔ اسے اس کی شایانِ شان منائیں۔ رات جلد سوئیں، صبح چاق و چوبند، ہشاش بشاش اٹھیں۔ دوگانہ ادا کریں۔ پڑوسیوں، دوستوں اور رشتے داروں سے ملیں، آپس میں خوشیوں کا تبادلہ کریں۔ کیا ہم اپنے دیگر خوشیوں کے موقع پر ایسا ہی رویہ روا رکھتے ہیں۔ کہ خوشی کا موقع اور انعام کا دن ہو۔ اور ہمیں نیند آرہی ہو۔ اللہ نے ہر عمل کا اجر بتا دیا ہے۔ سوائے روزوں کے۔ کہ" وہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔،، لہٰذا ہم بھی بے حد رحیم و کریم رب کی بخشش وعنایات کو پوری شان سے قبول کریں اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کریں۔

صدقۂ فطر کے مسائل واحکام

(پیر آف اوگالی شریف)

اسلام نے معاشرہ کے ضرورتمند وتنگدست افراد کو خوشیوں میں شریک کرنے کی تاکید کی اور ہر مردوعورت ، بڑے چھوٹے پر صدقہ واجب کردیا تاکہ غریب ونادار افراد کو بھی عید کی خوشیوں سے حصہ مل سکے۔

صدقہ فطر کی فضیلت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنی اور فقیر کی جانب سے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا پھر ارشاد فرمایا: ترجمہ: اب رہا تم میں کا مالدار وغنی شخص! تو اللہ تعالی اس کو پاک کردیتا ہے اور تم میں کا تنگدست! جتنا وہ صدقہ کرے اللہ تعالی اسے اس سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (مسند امام احمد، باقی مسند الانصار، حدیث نمبر: ۲۲۵۵۳)

علامہ علی المتقی الہندی الحنفی (متوفی ۹۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے کنزالعمال میں خطیب اور ابن عساکر کے حوالہ سے حدیث پاک ذکر فرمائی: ترجمہ: بندۂ مؤمن کا روزہ اس وقت تک آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک کہ وہ صدقہ فطر ادانہ کرے۔ (کنزالعمال، کتاب الصوم من قسم الاقوال، حدیث نمبر: ۲۴۱۳۰)

صدقۂ فطر کا حکم: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کے موقع پر ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت کی جانب سے صدقۂ فطر دینے کا حکم فرمایا اور نماز عید سے پہلے صدقہ کرنے کی تاکید فرمائی' جیسا کہ سنن دار قطنی میں حدیث پاک ہے: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ماہ رمضان کے آخر میں لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: اے اہل بصرہ! تم اپنے روزوں کی زکوۃ ادا کرو، راوی کہتے ہیں لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ میں سے کون ہیں؟ اٹھو اور اپنے بھائیوں کو سکھاؤ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد وغلام، مرد وعوت پر رمضان کا صدقہ آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور مقرر فرمایا، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالی تمہیں وسعت وفراخی اور استطاعت عطا فرمائے تو گیہوں وغیرہ ایک صاع دے دو۔

صدقۂ فطر کا وجوب: صدقۂ فطر واجب ہے' اس کے واجب ہونے کے لئے صرف تین چیزیں شرط ہیں' (۱) آزاد ہونا (۲) مسلمان ہونا (۳) کسی ایسے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی حاجت سے زائد ہو اور قرض سے محفوظ ہو۔

صدقۂ فطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس اتنا مال ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو، اصلی حاجت سے زائد اور قرض سے فارغ ہو، صدقہ فطر اور زکوۃ کا نصاب ایک ہی ہے البتہ صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے مال کا نامی (بڑھنے والا) ہونا اور اس پر ایک سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ا رص ۱۹۱)

عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے صدقہ فطر کی ادائی کا وقت تمام عمر ہے، زندگی بھر میں کبھی بھی ادا کیا جاسکتا ہے، لیکن مستحب یہ ہیکہ عیدگاہ جانے سے قبل ادا کردے اور نماز کے بعد بھی دیا جاسکتا ہے، جب تک ادا نہ کرے برابر واجب الاداء رہے گا' خواہ کتنی ہی مدت گذر جائے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ فتاوی عالمگیری ج ا رص ۱۹۲ میں ہے: "ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر"۔ درمختار ج ۲ رص ۸۷ میں ہے: (موسعافی العمر) اور ردالمحتار کے اسی صفحہ پر ہے: ترجمہ: صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج کے دن تم فقراء کو مانگنے سے بے نیاز کردو۔

نوٹ: اگر کوئی شخص عید الفطر سے کچھ دن پہلے صدقہ فطر ادا کردے تو جائز ہے۔

سنن دار قطنی میں حدیث پاک ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ صدقہ فطر لوگوں کے عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کیا جائے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ صدقہ فطر عید سے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کرتے۔ (سنن دار قطنی، کتاب زکوۃ الفطر، حدیث نمبر: ۶۶)

صدقہ فطر کی مقدار: صدقہ فطر اگر گیہوں کی شکل میں ادا کرنا ہو تو آدھا صاع اور جو یا کھجور یا منقی ہو تو ایک صاع دینا چاہئے ،فتاوی عالمگیری ج ا رص ۱۹۱ میں ہے: درمختار میں صاع کی مقدار کا تعین درہم کے ذریعہ کیا گیا ہے، مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ملا مبین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ شاگرد حضرت مفتی محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ مفتی اول جامعہ نظامیہ نے اپنے فتوی میں صراحت کی ہے کہ ایک درہم دو ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے اس حساب سے آدھا صاع پانچ سو بیس (۵۲۰) درہم کے برابر ہے، جس کی مقدار چورانوے (۹۴) تولے نو (۹) ماشے چار (۴) رتی ہوتی ہے (فتاوی نظامیہ ص ۶۲)۔

درمختار ج ۲ رص ۸۳ / ۸۴ میں ہے: مروجہ گراموں میں اس کا وزن ایک کلو ۱۰۶ رگرام کے معادل ہوتا ہے صدقہ فطر میں گیہوں دینے کی صورت میں بتقاضہ احتیاط سوا کلو ادا کیا جائے۔ گیہوں، جو، کھجور وغیرہ میں سے کوئی چیز دینے کے بجائے اس کی قیمت دینا افضل ہے تاکہ عید کے موقع پر فقراء ومساکین رقم کے ذریعہ اپنی متعلقہ ضرورت کی تکمیل کرسکیں (فتاویٰ عالمگیری ج ا رص ۱۹۲)

شمالی ہند کے علماء کے پاس ایک درہم تین (۳) ماشے ۱۰۵/رتی کا ہے، اس اعتبار سے آدھا صاع: ۱۳۶ر تولہ ۴/ماشے کا ہوتا ہے جو گراموں میں شمالی ہند کے علماء کے پاس ایک کلو ۵۹۰/گرام ہے اور بعض کے پاس ایک کلو ۵۷۵/گرام ہے۔

☆☆عید بُرائیوں میں گزار کر وعید نہ بنائیں!☆☆

عید سعید کی مبارک ساعتیں ہیں...... ہم پر انعام واکرام کے دروازے کھلیں ہیں...... وہ دن جس کی عظیم فضیلتیں روایات میں آئی ہیں...... شوال المکرم...... جس کی پہلی شب کو "لیلۃ الجائزہ" کہا گیا...... اس کی شبِ اول سے ہی انعام کا اعلان ہوتا ہے...... یہ وہ شب ہے جس میں رب کریم اپنے بندوں پر خاص نظر رحمت فرماتا ہے...... صبح فرشتے ندا کرتے ہیں کہ آؤ اپنے رب کی طرف جو بڑا مہربان بہت عطا کرنے والا...... گناہوں کو معاف کرنے والا ہے...... پھر خود باریِ تعالیٰ بندوں کو مخاطب کر کے مرادوں کو پوری کرنے کا اعلان فرماتا ہے...... رحمت عالمیان مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عیدین کی رات قیام کیا اس دن اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے...... چنانچہ عید کی گھڑیاں بڑی مبارک ومسعود ہیں اس کی عظمت واہمیت مسلّم ہے...... صاحبِ مکاشفۃ القلوب امام محمد غزالی نے حضرت سیدنا وہب بن منبّہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: "جب عید آتی ہے شیطان چلّا چلّا کر روتا ہے...... اس کی بدحواسی دیکھ کر تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہوکر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضب ناک اور اُداس ہیں؟ وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا لہٰذا تم لوگ انہیں خواہشاتِ نفسانی کے حصول میں مشغول کردو"......

آج ہمارے معاشرے پر نظر کیجیے...... اطراف و جوانب کا مشاہدہ کیجیے...... ہم عید کے دن کیا کرتے ہیں...... کیا عید کے دن میلے ٹھیلے...... کھیل تماشے...... معاشرے کا لازمہ نہیں بن گئے ہیں؟...... عید کے دن جب کہ رب تعالیٰ انعام و اکرام کا اعلان فرما رہا ہے...... رضا وخوش نودی کا پروانہ عطا کر رہا ہے...... مگر ہم نفسِ بے دام کی سن رہے ہیں...... ان سب انعامات سے خود کو دور کر رہے ہیں...... خرافات ولغویات میں مشغول ہوکر کیا ہم رحمتِ خداوندی کو خوش کر سکتے ہیں؟...... شیطان اپنے ماتحتوں کو زمین پر آزاد کر رہا ہے کہ رب تعالیٰ امّتِ محمدی کو بخشش کا پروانہ عطا کر رہا ہے تم ان کو گُم راہ کردو...... اور ہم شیاطین کو ان کے مقاصد میں کام یاب کر رہے ہیں!...... رحمت الٰہی کے ناراض ہونے کا سامان کر رہے ہیں...... عید جیسے سعید ومسعود موقع پر لہو ولعب میں وقت گزاری کر رہے ہیں ...... فحاشی کو رواج دے رہے ہیں...... اسلام نے جن کاموں سے منع کیا اسے عام کر رہے ہیں...... للہ! جاگ جائیں اور معاشرے کی تباہی سے باز آجائیں...... ایک ماہ کی عبادت و ریاضت کو چٹکیوں میں برباد کر رہے ہیں...... عید پر منفی کاموں کا یہ حال کہ فلم بینی پھر عروج پر آجاتی ہے...... سنیما گھروں کی بھیڑ بھاڑ قابلِ تعجب ہے!...... جس دن ہمیں رب تبارک وتعالیٰ کی خوش نودی اور رضا کے کام کرنے ہیں...... اس دن ہم ہر خلافِ شرع امور کو روا رکھتے ہیں...... سچ کہا امام احمد رضا نے

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ خوشیوں کی تکمیل میں ہم غربا کو نہ بھول جائیں ...... اسلام رواداری سکھاتا ہے...... محسنِ انسانیت نے فرمایا "المؤمن اخو المؤمن" مومن مومن کا بھائی ہے ...... کیا ایک بھائی یہ چاہے گا کہ وہ خود تو نئے کپڑے پہنے...... مگر اس کا بھائی پرانے کپڑے پہنے؟...... یہ جوڑوں پہ جوڑا بنوائے ،اس کا بھائی ایک نئے کپڑے کو ترسے؟...... یہ آن بان شان اور ٹھاٹ سے خوشیوں کا اظہار کرے...... اور اس کا بھائی رنج وغم میں ڈوبا رہے...... ہم ضرور شان وشوکت سے عید منائیں...... مگر خوشیاں اس انداز سے نہ منائیں کہ غربا کو اپنی غریبی پہ رونا آئے ...... رب کی دی نعمتوں کا خوب چرچا کریں مگر ہمارے اطراف میں بھی نظر رکھیں، پڑوسیوں کا حق ادا کریں...... غربا ومساکین کو اپنی خوشیوں میں شامل کریں...... یہ کام عید سے پہلے کریں تاکہ عید وہ بھی خوشی اور شادمانی سے منائیں...... اور اپنی ضرورتوں کو "**ہلالِ عید**" نظر آنے سے پہلے پوری کرلیں......

اللہ پاک ہمیں عید سعید کی مبارک ساعتوں میں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے...... اور عمل صالحہ پر قایم رکھے......

اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ خود کا بھی پیٹ بھر سکیں اور دوسروں کو بھی پال سکیں!

حضرت شفیق بلخی اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہا اللہ کے درمیان سچی دوستی تھی، ایک مرتبہ شفیق بلخی اپنے دوست ابراہیم بن ادہم کے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک تجارتی سفر پر جارہا ہوں، سوچا کہ جانے سے پہلے آپ سے ملاقات کرلوں، کیوں کہ اندازہ ہے کہ سفر میں کئی مہینے لگ جائیں گے، لیکن توقع کے خلاف چند ہی دنوں میں واپس لوٹ آئے اور جب حضرت ابراہیم بن ادہم نے انہیں مسجد میں دیکھا، تو حیرت سے پوچھ بیٹھے: کیوں شفیق! اتنے جلدی لوٹ آئے؟ حضرت شفیق بلخی نے جواب دیا: حضرت! میں کیا عرض کروں، راستے میں ایک حیرت انگیز منظر دیکھا اور الٹے پاؤں ہی گھر لوٹ آیا، ہوا یوں کہ ایک غیر آباد جگہ پہنچا، وہیں میں نے آرام کے لیے پڑاؤ ڈالا، اچانک میری نظر ایک پرندے پر پڑی، جو نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ اڑ سکتا ہے، مجھے اس کو دیکھ کر ترس آیا، میں نے سوچا کہ اس ویران جگہ پر یہ پرندہ اپنی خوراک کیسے پاتا ہوگا، میں اسی سوچ میں تھا کہ اتنے میں ایک دوسرا پرندہ آیا، اس نے اپنی چونچ میں کوئی چیز دبا رکھی تھی، اس نے آتے ہی وہ چیز معذور پرندے کے آگے ڈال دی اور معذور پرندے نے وہ چیز اٹھا کر کھالی، اس دوسرے پرندے نے اس طرح کئی پھیرے کیے، بالآخر اس معذور پرندے کا پیٹ بھر گیا، یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا: سبحان اللہ! جب اللہ تعالی اس ویران وسنسان جگہ پر ایک پرندے کا رزق اس کے پاس پہنچا سکتا ہے، تو مجھ کو رزق کے لیے شہر در شہر پھرنے کی کیا ضرورت ہے، چناں چہ میں نے آگے جانے کا ارادہ ترک کردیا اور وہیں سے واپس چلا آیا، یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: شفیق! تمہارے اس طرح سوچنے سے مجھے سخت مایوسی ہوئی، تم نے آخر اس معذور پرندے کی طرح بننا کیوں پسند کیا جس کی زندگی دوسروں کے سہارے چل رہی ہو؟ تم نے یہ کیوں نہیں چاہا کہ تمہاری مثال اس پرندے جیسی ہو، جو اپنا پیٹ بھی پالتا ہے اور دوسروں کا بھی پیٹ پالنے کے لیے کوشش کرتا ہے، حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سنا تو بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت ابراہیم بن ادہم کے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا: ابو اسحاق! (یہ حضرت ابراہیم بن ادہم کہ کنیت ہے) تم نے میری آنکھیں کھول دیں، وہی بات صحیح ہے جو تم نے کہی ہے، اس واقعے سے ہمیں دو نصیحتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ زندگی میں ہم دوسروں کے لیے کبھی بوجھ نہ بنیں، اور دوسری یہ کہ ہم ہمیشہ دوسروں کے کام آئیں، پاکیزہ اور حلال روزی کما کر دوسروں کے لیے سہارا بنیں،

زندگی کا مقصد کیا ہے؟

زندگی کا مقصد صرف بڑی بڑی ڈِگریاں حاصِل کرنا، کھانا پینا ، اور مزے اُڑانا نہیں ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَل نے آخر ہمیں زندگی کیوں مرحمت فرمائی؟ آیئے! قراٰنِ پاک کی خدمت میں عرض کریں کہ اے اللہ عَزَّ وَجَل کی سچی کتاب! تو ہی ہماری رَہنمائی فرما کہ ہمارے جینے اور مرنے کا مقصد کیا ہے؟ قراٰنِ عظیم سے جواب مل رہا ہے: خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ (پ ۲۹، الملک: ۲) ترجمۂ کنزالایمان: موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو (دُنیاوی زندگی میں) تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (یعنی اِس موت وزندگی کو اِس لئے پیدا کیا گیا تاکہ آزمایا جائے کہ) اس دنیا کی زندگی میں کون زیادہ مطیع (فرماں بردار) ومخلص ہے۔ (خزائن العرفان ص ۱۰۴۰)

تحفۂ عید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ اپنے خالق حقیقی خدائے تعالیٰ کی عبادت میں سارا رمضان مشغول رہتا ہے پھر جب روزہ داروں کو عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتوں! اس مزدور کی جزا (اجرت) کیا ہے؟ جو اپنا کام پورا کردے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار اس اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتوں! میرے فرض کئے ہوئے روزوں کو مکمل طور سے ادا کیا ہے۔ اور دعا کے لئے اپنے گھر سے عیدگاہ کی طرف نکلا ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے! اے میرے بندوں اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پس مسلمان واپس ہوتے ہیں عیدگاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ جب کوئی ملک کسی ظالم حکومت کے چنگل سے آزادی پاتا ہے تو ہر سال اسی ماہ کی اسی تاریخ کو اس کی یادگار کے طور پر جشن منایا جاتا ہے۔ جب کوئی طالب علم امتحان میں کامیابی حاصل کرتا ہے تو وہ کس قدر خوش ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ نہیں۔ ماہ رمضان کی برکتوں کے کیا کہنے یہ تو وہ عظیم الشان مہینہ ہے جس میں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی کے لئے ایک خدائی قانون یعنی قرآن مجید نازل ہوا اسی طرح روزہ دار رمضان کے پورے مہینے کا روزہ رکھ کر ایک مہینے کے سخت امتحان میں کامیاب ہوکر ایک مسلمان کا خوش ہونا فطری بات ہے عید اسی خوشی کا نام ہے۔

عید کے دن: جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے چنانچہ وہ فرشتے زمین پر تشریف لاکر سب گلیوں اور راہوں کے سروں پر کھڑے ہوکر اس طرح ندا دیتے ہیں، اے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے، اے میرے بندوں! مانگو! کیا مانگتے ہو؟ میری عزت وجلال کی قسم آج کے روز (نماز عید الفطر) کی اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کروگے وہ پورا کروں گا جس میں تمہاری بھلائی ہو۔ (الترغیب والترہیب)

صدقۂ فطر: حضرت ابن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر کو واجب ٹھہرایا۔ غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے، بوڑھے، ہر مسلمان پر ایک صاع جو، کھجور، یا منقیٰ۔ اور حکم دیا کہ نماز عید الفطر کے لئے نکلنے سے پہلے پہلے اس کو ادا کردیا جائے۔ (بخاری) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان المبارک کے آخری میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزہ داروں کا صدقۂ ادا کرو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صدقۂ فطر کو ہر مسلمان کے لئے مقرر فرمایا ہے، خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد، عورت، بچے، بوڑھے ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جوٗ یا نصف صاع گیہوں۔ (ابوداؤد، نسائی) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا بندے کا روزہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق یعنی لٹکا ہوا رہتا ہے۔ (ابن عساکر) صدقۂ فطر مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جب کہ بچہ مالک نصاب نہ ہو اور اگر بچہ مالک نصاب ہو تو بچہ کا صدقہ اُسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ (بہار شریعت) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر اس لئے مقرر فرمایا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہوجائے اور دوسری طرف مساکین کے لئے خوراک ہوجائے۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری التجاء ہے ہر اسلامی بھائی بہنوں کو رمضان کے مہینے سے قبل رمضان کی تیاری اور اس مہمان کا دل کی گہرائی سے استقبال کرنے کی اور رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق و رفیق عطا فرمائیں آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تصور عید

" خوشی ومسرت اور عید کا عصری تصور قانون سے بالاتر ہوکر مسائل کی پرورش کرتا ہے۔ اسلام کا تصور عید عبادت، شریعت وتزکیہ نفس کی پختہ بنیادوں پر استوار ہے جس کے زیر سایہ غریبوں کی دادرسی کا مخلصانہ نظام موجود ہے۔ ضرورت عملی جہت کے احیا کی ہے "

مسلم دشمنی اور اسکولی بچے!

از: غلام مصطفےٰ نعیمی

پانچ دن پہلے ہی کی بات ہے، گیارہ اپریل کو بھارت کی وزیر مالیات (finance minister) نِرملا سیتا رمن نے امریکہ کے واشنگٹن ڈی سی میں بھارتی مسلمانوں کے ساتھ کیے جا رہے متعصّبانہ سلوک اور زیادتی کے متعلق مغربی میڈیا کے سوالات پر بڑی خفگی کے ساتھ یہ جواب دیا تھا: "بھارت کے مسلمان پاکستان سے زیادہ خوش حال ہیں۔" ہم نہیں جانتے نِرملا جی کو بھارتی مسلمانوں کا پاکستانی مسلمانوں سے تقابل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ انہیں صرف بھارتی مسلمانوں کی معاشی، سماجی اور تعلیمی احوال وکوائف سامنے رکھنے کی ضرورت تھی تاکہ ان سب کو بھارتی مسلمانوں کی اقتصادی، تعلیمی اور سماجی پوزیشن کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جاتا لیکن منسٹر صاحبہ نے احوال وکوائف کے بجائے پاکستان سے تقابل کرنا ضروری سمجھا، تاکہ بحث کا رخ بھی بدل جائے اور بھارتی مسلمانوں کی اصل حالت پر کوئی ٹھوس گفتگو اور اعداد وشمار کی نوبت بھی نہ آئے۔ ابھی ان کے بیان کو چار دن بھی نہیں گزرے تھے کہ بھارت کے دو الگ الگ حصوں میں دو مسلم اسکولی بچوں کے ساتھ ہوئے نفرت انگیز حملوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس وقت بھارت میں مسلم دشمنی کا زہر آٹھ دس سال کے اسکولی بچوں تک میں بھر دیا گیا ہے۔ دلی اور اندور میں مسلم بچوں کے ساتھ ہوئے حادثات نے بھارتی مسلمانوں کی وہ تصویر سامنے رکھ دی ہے جسے دیکھ کر ہر امن پسند شہری اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے خوف زدہ ہو گیا ہے۔

مسلم دشمنی کا زہر بچوں تک پہنچا "تکشِلا پبلک اسکول" شاہدرہ دہلی۔ یہ وہ اسکول ہے جہاں ایک دس سالہ مسلم لڑکی عبیرہ ارشاد کو اس کے والدین نے ایڈمیشن دلایا۔ اسکول کا دوسرا ہی دن تھا کہ اسی کی ہم عمر ہندو بچی نے عبیرہ کو مذہبی طعنہ دیتے ہوئے کہا: "مسلمان گندے ہوتے ہیں۔" طعنے سے بھی تسلی نہیں ملی تو اس ہندو بچی نے عبیرہ کے چہرے پر تھوک دیا۔ ننھی سی عبیرہ اس حرکت سے صدمے میں آ گئی۔ گھر پہنچ کر اپنی ماں سے پہلا سوال یہی کیا، "امی کیا مسلمان گندے ہوتے ہیں؟" بچی کی بات سن کر والدین سکتے میں آ گئے انہوں نے فوراً اسکول انتظامیہ سے شکایت کی۔ انتظامیہ نے دوسری لڑکی اور اس کے والدین کو بلا کر معافی مانگی اور ہندو بچی کی کاؤنسلنگ کرنے کی بات کہہ کر اپنے طور پر جیسے تیسے معاملے کو نپٹانے کی کوشش کی ہے۔

اسی نوعیت کا دوسرا واقعہ اندور شہر کے "لسوڑیا" گاؤں میں پیش آیا جب ایک گیارہ سال کے مسلم بچے کو راستے میں اس کے تین ہندو دوستوں نے کھیل کے بہانے اسکان مندر کے پیچھے بلایا۔ وہاں ان بچوں نے مسلم بچے کو برہنہ کر کے خوب مارا پیٹا اور اس کے بعد اس بچے سے جے شری رام، ہندوستان زندہ اور پاکستان مردہ باد جیسے نعرے لگوائے۔ دو بچے اسے پیٹتے رہے اور ایک بچہ اس کی ویڈیو بناتا رہا۔ وائرل ویڈیو میں ہندو بچے مسلم بچے کو ننگا کر کے بیلٹ سے پیٹ رہے ہیں اور ماں بہن کی گالیاں دیتے ہوئے رام کے جے کارے لگوا رہے ہیں۔ مسلم بچے کی شکایت اور وائرل ویڈیو کی بنیاد پر تینوں بچوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور گرفتاری بھی ہو گئی ہے۔

ذرا سوچیں! ان دونوں حادثات کا تعلق دو الگ علاقوں سے ہے۔ ایک واقعہ دہلی اور ایک اندور کے لسوڑیا (Lasudia) میں پیش آیا۔ دہلی جہاں ایک میٹرو پولیٹن شہر اور ملک کی راجدھانی ہے تو اندور ایم پی کا ایک شہر۔ تعلیم اور سیاسی وسماجی ایکٹیویٹی کے لحاظ سے دونوں علاقوں میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ دونوں علاقوں کے ہندو بچوں کے دلوں میں مسلم نفرت بالکل ایک جیسی ہے۔ اپنی نفرت ظاہر کرنے میں دہلی کی بچی پیچھے رہی اور نہ ہی اندور کے بچے! کیا یہ حادثہ محض اتفاقاً ہو گیا یا اس کے کچھ اسباب وعوامل بھی ہیں؟ دونوں ہی واقعات میں بچوں کی عمریں آٹھ دس سال کے درمیان ہیں، عموماً اس عمر میں بچوں کے دلوں میں اتنی نفرت نہیں ہوتیں، یقیناً ان کے آس پاس ایسا ماحول ہے جہاں مسلمانوں کو گندا، آتنکی اور لٹیرا بتایا جاتا ہے۔ شاید انہیں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلیل کرنے یا ان سے دھارمک نعرے لگوانا بڑے پُن (نیکی) کا کام ہے۔ اسی لیے ایک جگہ مسلم بچی کے منہ پر تھوکا گیا تو دوسری جگہ تشدد کے ساتھ ساتھ دھارمک نعرے بھی لگوائے گئے

بچوں کا مستقبل کیا ہے؟ مذکورہ دونوں واقعات نے ہر حساس ماں باپ کو اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں خوف زدہ کر دیا ہے۔ کیوں کہ اب تک مسلم مردوں ہی کی جان وایمان نشانے پر تھا اب تو بچوں کی جان اور ایمان بھی نشانے پر آ گیا ہے۔ ایسے مسائل کے حل کے لیے حکومت سے اپیل کرنا بے سود ہے کیوں کہ یہ سارا ماحول انہیں کی دین ہے وہ بھلا اسے کیوں ختم کرنے لگے۔ اس لیے ملی قائدین کو اس پر سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنی نسلوں کی حفاظت کا کوئی منصوبہ تیار کیا جا سکے۔ اس بات کو ہلکا یا معمولی واقعہ سمجھ کر نظر انداز نہ کریں یہ بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے اگر وقت رہتے اس کے خلاف بند نہ باندھا گیا تو مسلم بچوں سے ان کا بچپن، خودداری اور ایمان سب چھین لیا جائے گا اور اس وقت تک بہت تاخیر ہو چکی ہوگی۔

یوم عید الفطر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش کا دن ہے

از: قاری محمد انصار احمد نوری قادری

عید نام ہے ماہ شوال کے پہلے دن اور ذی الحجہ کے دسویں دن کا، ان دنوں کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ اطاعت الٰہی یعنی ماہ رمضان کے فرض روزے اور حج سے فارغ ہوئے اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ آئے یعنی انہوں نے شوال کے چھ روزے رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تیاری کی، یا انہیں عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹ آتے ہیں۔ یا اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بار بار فضل وکرم کرتا ہے یا اس لئے کہ ان کے آنے سے خوشیاں لوٹ آتی ہیں، بہر حال تمام توجیہات میں عود کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی بار نماز عید ۲ھ میں نماز عید الفطر ادا کی اور پھر اسے کبھی ترک نہیں فرمایا لہٰذا یہ سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنی عیدوں کو تکبیر سے زینت بخشو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ سبحٰن اللہ وبحمدہٖ پڑھی اور مسلمان کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کیا تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ مریگا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے وکہ شیطان ہر عید پر نوحہ وزاری کرتا ہے اور تمام شیطان اس کے ارد گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا ہے، لہٰذا تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مشغول کرو،

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور درخت طوبیٰ عید الفطر کے دن بویا، جبرئیل کا وحی کے لئے عید الفطر کے دن انتخاب کیا۔ اور فرعون کے جادوگروں کی توبہ بھی اللہ تعالیٰ نے اسی دن قبول فرمائی،

زمانۂ جاہلیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہاں کہ لوگ سال میں دو دن کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں، اور خوشی مناتے ہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ان دنوں میں ہم لوگ زمانۂ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ اب تم لوگ بھی اس عید کے دن خوشیاں مناؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم فرمایا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لئے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے آدھا مال لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کتنا چھوڑ رکھا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عرض کیا آدھا مال ان کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اپنے اہلو عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے میں نے اللہ اور اسکا رسول چھوڑ آیا ہوں یعنی میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سخاوت کے دھنی

جنگ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساز وسامان سمیت ایک سو اونٹ میں اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ترغیب دی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساز وسامان سمیت دو سو اونٹ میں اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ترغیب دی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساز وسامان سمیت تین سو اونٹ میں اللہ کی راہ میں قربان کیا اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار دینار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر دئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما عثمان کے اس نیک عمل کے بعد اب اسے کوئی بات ضرر نہ دے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے عرض کیا! ابا جان آپ کس لئے رو رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے مجھے اندیشہ ہے کے آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے کپڑے میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا، بیٹے نے عرض کیا! اے ابا جان دل تو اس کا ٹوٹے گا جو رضائے الٰہی کو نہ پا سکا ہو یا جس نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو، اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور بیٹے کو گلے سے لگایا اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے حضرت علی نے نظر مانی کہ اللہ تعالیٰ اس صاحبزادے کو شفا دیدے تو وہ تین روزے رکھیں گے، نذر قبول ہوئی، آپ نے روزہ رکھا اور افطار کے لئے کچھ نہ تھا آپ تھوڑی سی روئی لائے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس روئی کا سوت کات کر اس کو موحیرت سے جو پیسے آئے اس کا آٹا منگا کر روٹیاں پکائیں، جب افطار کا وقت ہوا تو ایک مسکین نے دروازے پر سوال کیا، آپ نے وہ روٹیاں مسکین کو دے دی۔ اور خود پانی پر اکتفا کر کے صبح کا روزہ رکھا۔

بروز عید کے اعمال

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ کھا نہ لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔ (بخاری) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے۔ (بخاری) عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر اس لئے کہ اس میں اظہار مسرت ہے (بہار شریعت)

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو صحیح معنوں مین عید منانے کی توفیق عطا فرمائیں (امین ثم آمین)

زندگی ہمیشہ جواں مردوں کی طرح گزاریں

لوگوں سے ملتے ہوئے آپ پر گھبراہٹ کی کیفیت طاری نہ ہو تو آپ کو چاہئے کہ اپنی ذات کے سلسلے میں بڑی محطاط اور تعمیری رویہ اختیار کریں۔

اگر آپ کی شخصیت میں خامیاں موجود ہوں تو پریشان نہ ہوں۔ اگر آپ پریشان ہوں گے تو ان خامیوں میں کمی کی بجائے مزید اضافہ ہوگا۔ اس لئے رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ انسان خطاؤں کا پتلا ہے جی ہاں غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے فرشتوں سے نہیں۔ آپ چاہتے ہو کہ زندگی میں انقلاب آئے تو جواں مردی سے کام لیں۔ نوجوانوں پر شباب زندگی اس قدر پر عزم اور طاقتور ہوتی ہے کہ اس وقت میں پہاڑ یا چٹان بھی دے دیا جائے تو نوجوان ریزہ ریزہ کر دے۔

آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی ذات کے بارے میں تخریبی نہیں بلکہ تعمیری رویہ اختیار کریں۔ آگر آپ یہ خیال رکھتے ہیں کہ زندگی پھولوں کی طرح مہکتا اور کھلتا رہے تو پھر آپ ہمت سے کام لیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں مسرت کے پہلو تلاش کریں تاکہ زندگی کی تلخیوں کی تلافی ہو سکے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر آپ ہمیشہ زندگی کے المیوں پر نگاہ رکھیں گے تو آپ کی زندگی تاریک ہوتی چلی جائے گی۔ جن لوگوں کے رویے میں قنوتیت ہوتی ہے وہ ہمیشہ پریشان اور غمزدہ رہتے ہیں جوان ہمیشہ مردوں کی طرح زندگی گزاریں اور خود کو قابل رحم تصور نہ کریں اگر آپ ایسا کریں گے تو کبھی خوش نہ رہ سکیں گے۔ آپ ہمیشہ زندگی کے تاریک پہلو پر نگاہ رکھیں گے تو آپ کو ہر واقعہ ایک المیہ محسوس ہوگا جب لوگ آپ سے مہربانی کا سلوک کریں گے تو آپ سوچیں گے وہ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں اور اگر وہ آپ پر نکتہ چینی کریں گے تو آپ یہ کہیں گے وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ حقیقت شدہ اور آزمایا ہوا ہے۔

اس طرح آپ ایک اعصابی تناؤ میں مبتلا ہو جائیں گے اور آپ محسوس کرنے لگیں گے لوگوں سے ملنا جلنا ایک انتہائی ناخوش گوار کام ہے۔ اس سے آپ کی سادی، سماجی زندگی متاثر ہوگی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آپ زندگی کے بارے میں ایک صحتمند رویہ اختیار کریں۔ انسان کی زندگی میں بہت سے ایسے بھی مراحل ہوتے ہیں تب طبیعت کا بگڑ جانا مگر انسان فوری طور پر علاج کا انتظام نہیں کرنا جس کی بنیا پر ایک وقت میں وہ بیماری بہت بڑا رخ اختیار کر لیتی ہے ایک چھوٹے سے زخم کو زخم سمجھ کر نہیں چھوڑنا ورنہ کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ رہ جائے گا۔ لہٰذا صحت بھی بہت ضروری ہے یہ راقم کی زندگی کا حصہ ہے۔ میں چھوٹی سی بیماری پر دھیان نہ دیکر میری زندگی مشکل گھڑی میں آ گئی تھی مگر اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ مجھے نئی زندگی مل گئی ـــ۔ بہر حال یاد رکھیں کہ انسان میں ہزاروں خامیاں ہوں تب بھی انسان ایک دلچسپ مخلوق ہے اور اس قابل بھی ہے کہ اس کے قریب آیا جائے اور اس سے تعلق پیدا کیا جائے زندگی کے بارے میں ہر آدمی کے خیالات مختلف ہوتے ہیں ہر آدمی اپنا الگ زاوی نگاہ رکھتا ہے

اگر ہم ہٹ دھرمی اور ضد چھوڑ دیں اپنی ذات میں قوت برداشت پیدا کریں اور دوسروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں تو حقیقت یہ ہے کہ ہماری ذات دوسروں کے لئے انتہائی پر کشش بن جائے گی۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک شخص ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بن جائے یہ ناممکن بات ہے۔ بقیہ صفحہ ۳ پر

عید الفطر کی سنتیں اور احکام

- ☆ نماز عید الفطر سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا (مسلم شریف)
- ☆ غسل کرنا (بیہقی)
- ☆ اچھا لباس پہننا (بیہقی)
- ☆ خوشبو لگانا (حاکم)
- ☆ نماز عید الفطر سے پہلے طاق کھجوریں کھانا (بخاری شریف)
- ☆ نماز عید الفطر کے لئے عیدگاہ جانا (بخاری شریف)
- ☆ عیدگاہ پیدل جانا (ترمذی شریف)
- ☆ اپنے عزیز واقارب کے ساتھ عیدگاہ جانا (ابن خزیمہ)
- ☆ ایک راستے سے جانا دوسرے راستے سے واپس آنا (ترمذی)
- ☆ گھر سے عیدگاہ جانے تک تکبیرات کہنا (بیہقی)

{اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ}
{وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ}

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN MUSLIM TIMES WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 27 , ISSUE NO: 44 DATE: 24 April to 30 April 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

جوناگڈھ کی سرزمین پر یوم شہادت مولائے کائنات سیدنا علی شیر خدا منایا گیا

مشکل کشا علی ہے حاجت روا علی ہے
شیر خدا علی ہے مت پوچھئے کیا علی ہے

تمام عاشقان اہلبیت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی خانقاہ رضویہ نوریہ کے زیر اہتمام امیر اہلسنت مخزن روحانیت شیخ طریقت حضرت علامہ پیر نور محمد معرفانی صاحب خلیفۂ حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی روحانی سرپرستی میں جوناگڈھ کی تاریخی سرزمین پر سید السادات مولائے کائنات سیدنا سرکار علی شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کا عرس پاک (۲۰) رمضان شریف مطابق ۱۲/۴/۲۰۲۳ بروز بدھ رات بعد نماز تراویح مرکز اہل سنت مسجد رضا میں بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ منایا گیا جس میں جوناگڈھ کے علاوہ قرب وجوار کے تقریبا علمائے کرام وسادات ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی جلسہ کی ابتدا مرکز اہلسنت مسجد رضا کے خطیب و امام عطائے حضور امیر اہلسنت حضرت حافظ وقاری محمد صابر القادری صاحب نے بہترین انداز میں تلاوت قرآن مجید سے کیا بعد میں خانقاہ رضویہ مرکز اہلسنت کے مخصوص نعت خواں محمد توحید رضا اور محمد عقیل موتی والے نے بہترین انداز میں نعت مصطفی اور مولا علی کی شان میں منقبت کے گلہائے عقیدت پیش کئے ان کے بعد دارالعلوم انوار مصطفی کے مدرس حضرت مولانا سید محمد ساجد باپو صاحب مصطفائی نے مولائے کائنات سیدنا علی شیر خدا کے فضائل بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ آج ہم لوگ جوناگڈھ کی سرزمین پر جوجشن مولیٰ علی منا رہے ہیں یہ بھی حضور سرکار امیر اہلسنت حضور پیر نور محمد معرفانی صاحب عالیہ الرحمہ کی دین ہے کہ آپنے آج سے (۶۲) سال پہلے اسی مسجد رضا سے یوم مولیٰ علی منانا شروع کیا تھا وہ آج تک الحمدللہ حضرت پیر معرفانی صاحب کی دعاؤں سے منایا جا رہا ہے سید صاحب نے بہترین انداز میں شاندار خطاب فرمایا پھر ان کے بعد راجکوٹ سے تشریف لائے ہوئے خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت سید سکندر باپو صاحب رضوی نوری نے مولیٰ علی کی شان میں بہترین خطاب فرما کر سامعین کے قلوب کو منور و مجلی فرمایا اور بتایا کہ یہ سوراشٹر اور بالخصوص جوناگڈھ کی خوش نصیبی ہے کہ حضور امیر اہلسنت کی دعوت اور آپ کی محبت کی خاطر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جوناگڈھ میں تقریبا (۳۶) مرتبہ تشریف لائے جوناگڑھ مفتی اعظم بار بار آتے رہے کیونکہ اپ سے تھی محبت نور محمد معرفانی اور حضور معرفانی صاحب علیہ الرحمہ نے جوناگڈھ کی سرزمین پر باطل عقائد سے قوم کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرما کر عوام اہلسنت کو گمرہی کے دلدل سے نکال کر صراط مستقیم کے راستے پر گامزن کیا اور پورے سوراشٹر میں مسلک اعلی حضرتت کے پرچم کو بلند فرمایا آخر میں خطبۂ صدارت فرماتے ہوئے شہزادہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند پیر طریقت عامل شریعت حضور گلزار ملت حضرت علامہ پیر گلزار احمد صاحب نوری مدظلہ العالی نے عظمت اہل بیت وعظمت صحابہ اور شان مولائے کائنات پر بہترین اور لاجواب خطاب فرما کر بتایا کے اعلی حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمیں یہی درس دیا ہے دوجہاں میں خادم آل رسول اللہ کر حضرت آل رسول مقتدیٰ کے واسطے اور بعد میں تمام علمائے کرام اورسادات ذوی الاحترام کو شال پہنا کر استقبال کیا اور حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی طرف سے حضور امیر اہلسنت کو جو سانپ کا عمل عطا کیا گیا تھا اسے حضور گلزار ملت مدظلہ العالی نے عوام کو پڑھایا اس عمل کو پڑھ نے کے لیے قرب وجوار سے کافی تعداد لوگ مسجد رضا میں آتے ہیں اور عمل پڑھ کر فیضیاب ہوتے ہیں صلاۃ وسلام کے بعد حضور گلزار ملت مدظلہ العالی کو مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ نجف اشرف شریف کربلا شریف بغداد شریف اور دیگر ان جگہوں کے مشائخین کی طرف سے جو تبرکات عطا فرمائی ان تبرکاتوں میں مولائے کائنات سیدنا سرکار علی شیر خدا اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ سیدنا امام حسین شہید کربلا کے موئے مبارک کو حضور گلزار ملت مدظلہ العالی کے مبارک ہاتھوں سے غسل دیا گیا اور تمام عاشقان اہل بیت کو زیارت کرائی گئی صلاۃ وسلام کے بعد حضور گزار ملت مدظلہ العالی نے رقت انگیز دعا فرمائیں رات (۱۲:۳۰) بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا اور عام حاضرینِ جلسہ کو لنگر مولیٰ علی شاہی نیاز کھلائی گئی اس عظیم الشان یوم مولائے کائنات میں جوناگڈھ اور قرب وجوار کے علمائے کرام سادات ذوی الاحترام اور عوام اہلسنت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائیں

از: حافظ وقاری محمد صابر القادری عمادی خطیب مرکز اہل سنت مسجد رضا جوناگڈھ گجرات

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

رضا اکیڈمی کے بانی وسربراہ۔سعید ملت۔مجاہد سنیت۔عطائے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ گرامی قدر محترم۔الحاج سعید نوری صاحب گوناں گوں خوبیوں کے مالک ہیں۔اب یہی دیکھئے کہ اپریل مئی جون وغیرہ کو انگریزی تاریخ سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے۔محرم صفر ربیع الاول کی طرح درجہ نہیں دیا جاتا۔مگر عقاب کی طرح تیز نگاہ رکھنے والے سعید ملت صاحب کی مثبت فکر نے ماہ اپریل کو بھی ربیع الاول کا ہمزلف بنا دیا۔کیونکہ ھدیہ درود وسلام زمان ومکان کی قید آزاد ہے۔نسبت کے لحاظ ایک وفادار امتی،رحمت کا خزانہ درود وسلام کی شکل میں جمع کرلے۔اس کے لئے چار بڑے فرشتے کل قیامت کے کیا حسن سلوک کریں گے۔ملاحظہ فرمائیں:ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اللہ پاک کے چار بڑے فرشتے حاضر ہوئے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں ۔یارسول اللہ!اگر کوئی آپ پر دس بار درود شریف پڑھے گا تو میں اسے پلصراط سے بجلی کی تیزی کی طرح گذار دوں گا۔حضرت میکائیل نے عرض کی یارسول اللہ! حوض کوثر پر پہونچا کر آب کوثر سے سیراب کردوں گا۔حضرت اسرافیل علیہ السلام کہنے لگے۔یارسول اللہ! میں رب کریم کی بارگاہ اس وقت تک پڑا رہوں گا جب تک وہ بخشا نہیں جاتا۔حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔میں اس کی روح اتنی آسانی سے قبض کروں گا جس طرح انبیاء علیہم السلام کی روح قبض کی جاتی ہے۔(شفاء القلوب)غرضیکہ درود وسلام فلاح دارین کا بہترین وسیلہ ہے۔بالخصوص جب اس کی نسبت میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوجائے تو اس کی قبولیت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔انگریزی سن کے اعتبار سے ۲۰/اپریل کو عید میلاد منانے کا عالمی یوم درود کا اعلان یہ اچھے کام کو جاری کرنا ہے۔ایک نہایت عمدہ طریقہ ہے۔جس کے فیوض وبرکات دارین کی کامیابی پر مشتمل ہیں۔اہل محبت کو جذبہ ایمانی کے ساتھ اس کار خیر میں حصہ لینا چاہئے۔بلاشبہ فخر ملت حضرت سعید نوری صاحب قابل مبارکباد ہیں اللہ پاک ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔آمین۔علمائے کرام،ائمہ عظام اور ٹرسٹیان ادارہ سے گزارش ہیکہ الحاج سعید نوری صاحب کی آواز سے ملا کر عوام اہل سنت کی رہنمائی فرمائیں۔کہ ہمارے گھر اور دینی ادارے درود وسلام کثرت سے ایسے آباد ہوجائیں کہ دارین کی جملہ بلاو مصیبت سے آزادی حاصل ہوجائے۔

از: قاری محمد جنید صاحب مصباحی

دارالعلوم گلشنِ برکات میں اسلامک سمر کیمپ کا اختتامی جلسہ

بنگلور: ۱۸/اپریل بروز پیر ۲۰۲۳ء بعد نماز ظہر دارالعلوم گلشن برکات،بھوبنیشوری نگر،آر ٹی نگر،بنگلورز یرسرپرستی امام احمد رضا مومنٹ میں اسلامک سمر کیمپ کا اختتامی جلسہ بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کیا گیا۔جسمیں سمر کیمپ میں تعلیم یافتہ بچوں نے بہترین انداز میں قرأت،حمد باری،نعت رسول،تقریری اور علمی مظاہرہ پیش کیا اور مہتمم ومقرر خصوصی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے،آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں اور مچھلیاں سمندر میں اس شخص کے لئے دعا مانگتی ہیں کو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے،اور آخر میں بچوں کے والدین سے پرزور گزارش کی کہ آپ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں تاکہ بچوں میں دینی بیداری پیدا رہو،آگے چل کر یہی بچے دینِ اسلام کے علمبردار ہوں گے۔جلسہ کے اختتام پر بچوں کو انعامات وسرٹیفکٹس سے نوازا گیا۔مہمان خصوصی میں جناب سید صادق ارشاد بانی وصدر امام احمد رضا مومنٹ،جناب امان اللہ صاحب،ثنا المصطفیٰ، فدا المصطفیٰ، رضا المصطفیٰ کے علاوہ دیگر اراکین ادارہ و دیگر اہم احباب شریک اجلاس رہے۔آخر میں دعا وصلوۃ وسلام پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

رکن رضا اکیڈمی سلیم شہزاد کو صدمہ

انتقال پر ملال

یہ خبر بڑے دکھ کے ساتھ دی جارہی ہے کہ آج بروز بدھ بتاریخ ۲۷/رمضان المبارک بوقت سحری اسلام پورہ اکھاڑہ مسجد کی گلی میں رضوی سلیم شہزاد کے والد، ماسٹر اسرار احمد کا وصال ہو گیا.....انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تبارک وتعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ وتدفین بڑا قبرستان مولانا اسحاق جنازہ ہال میں ادا کی گئی

شریک غم: الحاج محمد سعید نوری جنرل سکریٹری واراکین رضا اکیڈمی ممبئی

انجنیئر مشتاق احمد رضوی کی دختر ڈاکٹر قرۃ العین کی MBBS میں نمایاں کامیابی مبارک

مالیگاؤں: حافظ تجمل حسین رضوی حشمتی خانوادہ کی چشم وچراغ ڈاکٹر قرۃ العین بنت انجنیئر مشتاق احمد رضوی نے ایم بی بی ایس کے فائنل ایکزام میں نمایاں نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے۔خانوادۂ حافظ تجمل حسین میں یہ دوسری بچی ہے جسے ایم بی بی ایس جیسا باوقار اعزاز حاصل ہوا۔ڈاکٹر قرۃ العین نے ایم جی ایم انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ سائنس اینڈ میڈیکل کالج اورنگ آباد سے اسی سال یعنی مارچ ۲۰۲۳ء میں فرسٹ کلاس سے تعلیم مکمل کی۔موصوفہ کی ایک بہن کنیز فاطمہ انجنیئر مشتاق احمد رضوی نے بھی دوسال قبل (2021ء میں) ایم بی بی ایس کی تکمیل نمایاں نمبروں سے کی تھی۔خانوادۂ حافظ تجمل حسین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دینی تعلیم اور عصری تعلیم دونوں سے مرصع ہے اور مختلف شعبوں میں کامیابی کے علَم نصب کیے ہوئے ہیں۔اس کامیابی پر ڈاکٹر قرۃ العین مشتاق احمد نیز اہل خاندان کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے مزید تعلیم وترقی کیلئے دعا گو ہیں۔اللہ تعالیٰ مقاصد حسنہ کو بارآور فرمائے اور خدمت خلق کے مبارک سفر میں عروج مقدر فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

منجانب: صدر واراکین نوری مشن مالیگاؤں، متعلقین واقارب خانوادۂ حافظ تجمل حسین رضوی حشمتی

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی اہمیت وفضیلت

از: (مولانا) محمد شمیم احمد نوری مصباحی

رمضان المبارک کی بابرکت ساعتیں تیزی سے گذر رہی ہیں،آخری عشرہ جسے حدیث میں "جہنّم سے آزادی وخلاصی کا عشرہ" کہا گیا ہے،اسی کی چند راتیں اور باقی رہ گئی ہیں۔کتنے خوش نصیب ہوں گے اللہ کے وہ بندے جو موجودہ پرآشوب حالت میں بھی رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرکے اپنی آخرت کو بنانے کی فکر میں۔روزوں،فرض اور نفلی عبادتوں اور دیگر امور خیر میں نمایاں حصہ لئے ہوں گے اور اب وہ آخری عشرہ کی دہلیز پر پہنچ کر اپنے رب کی بارگاہ میں خالصی ومغفرت کے امیدوار ہوں گے۔

یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ عبادت وریاضت اور اجر وثواب کے اعتبار سے دیگر تمام مہینوں سے افضل واعلیٰ ہے اور رمضان شریف کے آخری دس دن کے فضائل،برکات اور خصوصیات اور بھی زیادہ ہیں۔نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تیس شعبان کو رمضان کی آمد پر جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی کہا تھا کہ "یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت ہے،درمیانی عشرہ مغفرت ہے اور آخری عشرہ جہنم کی آگ سے آزادی کے ساتھ خاص ہے۔" اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ رمضان المبارک اپنے تینوں عشروں میں کچھ مخصوص کیفیتیں رکھتا ہے،

لیکن آخری عشرہ کو پہلے دوعشروں کے مقابلے میں زیادہ فضیلت اور اہمیت حاصل ہے۔چونکہ آخری عشرے کو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم کی آگ سے آزادی کا وقفہ قرار دیا ہے،اسی عشرہ میں قرآن مقدّس نازل ہوا،شب قدر کی مبارک گھڑیاں اسی عشرہ میں پائی جاتی ہیں،جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ رات انتہائی قیمتی اور بے حد بابرکت ہے۔اس رات کو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل اور باعث خیر وبرکت فرمایا گیا ہے،ان راتوں میں حضرت جبرئیل امین سمیت بڑی تعداد میں فرشتے زمین پر اترتے ہیں،اور انہیں راتوں میں سال بھر کے امور کے فیصلے کئے جاتے ہیں،لوگوں کی رزق،ان کے اعمال اور ان کی موت وحیات کی تعین کی جاتی ہے اس لئے یہ عشرہ علمائے امت کے نزدیک بہت خاص اہمیت و فضیلت رکھتا ہے اور اس میں اظہار عبودیت اور تقرّب الی اللہ کی زیادہ سے زیادہ کوش کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے!

اعتکاف بھی اسی عشرۂ اخیر کی خصوصیت ہے،جس میں بندہ سراسر اپنے رب کے حضور پیش ہوکر پورے دس دن سرگوشیاں کرتا ہے اور ہر وہ طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے بندگی کا اظہار ہو اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی الوہیت،اس کی ربوبیت اور کبریائی کے سامنے وہ اپنے آپ کو بالکل بے قیمت اور بے حقیقت کرکے پیش کرسکے،یہاں تک کہ رمضان کا آخری دن اس کے لیے رحمت ومغفرت اور سب سے بڑھ کر جہنم کی آگ سے آزادی کی بشارت کا دن ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے پورے مہینے میں خوب خوب عبادت وریاضت کیا کرتے تھے لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دیگر امور سے اپنی توجہ ہٹا کر خصوصی طور پر عبادت میں لگ جاتے جیسا کہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "کان رسول اللہ ﷺ یجتھد فی العشر الاواخر مالا یجتھد فی غیرھا" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں اتنی محنت فرماتے تھے کہ دوسرے ایّام میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔اسی طرح ایک اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی الہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے "کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل العشر االخیرہ شدّ میزرہ واحی لیلہ وایقظ اھلہ" جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے،اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔(بخاری جلد/۱، صفحہ ۲۷۱،مشکوٰۃ صفحہ/ ۱۸۲)

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں یہ تھا کہ آپ عبادت وریاضت کے معاملے میں اس عشرہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے جب کہ آپ معصوم عن الخطاء ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضور کی امت کے دلوں میں اس عشرہ کی اہمیت کم ہو؟ اور اس مبارک مہینے کے اس آخری حصے کو ہر حیثیت سے مہتم بالشان نہ سمجھیں؟ اس آخری عشرے میں نہ صرف یہ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اہتمام فرماتے تھے بلکہ اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال اور متعلّقین کو بھی اس کار خیر میں شریک فرماتے تھے،اور ان کو شب بیداری اور نوافل وعبادات کے اہتمام کے سلسلے میں راتوں کو جگا دیا کرتے تھے اس عشرہ کے شروع ہوتے ہی آپ تیار ہوجاتے اور مزید محنت و جانفشانی کا سلسلہ شروع ہوجاتا،پوری پوری رات بیداری میں گزارتے، مناجات واستغفار اور دعا ونوافل کی کثرت فرماتے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔لہٰذا ہم سبھی مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے قیمتی لمحات اور اس کی بیش بہا گھڑیوں کو بے کار ضائع نہ ہونے دیں اور خصوصیت کے ساتھ عشرۂ اخیرہ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی رحمتوں وبرکتوں سے بہرہ ور ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

بارگاہ مولیٰ تعالیٰ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سبھی مسلمانوں کو فیضانِ رمضان سے مالا مال فرمائے!......آمین

☆☆☆☆☆